
الدین النصیحة (حدیث)
علمی وتحقیقی مباحثے
(حصہ اوّل)
مؤلف
ابوالحسن محمد بلال عفی عنہ
ناشر: مکتبۃ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک (خیبر پختونخواہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

مولانا ابوالحسن محمد بلال صاحب زید مجدہ

آپ نے متعدد مسائل ''علمی و تحقیقی مباحث'' کے نام پر ایک کتاب مرتب کی جو مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک سے شائع ہوئی۔ اس کے ص ۱۴۸ تا ۲۳۰ تک حیات النبی ﷺ اور اس سے متعلقہ مسائل پر بحث تھی، جسے مولانا منیر احمد منور مدظلہم نے اس مجموعہ میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا، جو شامل اشاعت ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی دامت برکاتہم

شعبہ التخصص فی الدعوۃ والارشاد خیر المدارس ملتان

محترم جناب حضرت مولانا محمد بلال صاحب زید علمکم و عملکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب محترم محمد شفیق صاحب کے واسطہ سے آپ کے چند اشتہارات ملے، پڑھ کر دلی خوشی ہوئی کہ آپ مسلک حقہ اہل سنت والجماعت کے دفاع کا فریضہ جملہ اہل سنت کی طرف سے ادا کر رہے ہیں۔ الحمد للہ! آپ کی گرفت مضبوط ہے۔ آیت امساک روح کا مفہوم اور حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کی توضیح کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل حق کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ غائب کی غائب کے حق میں دعا مقبول ہوتی ہے۔ اس لئے درخواست دعا پر عریضہ ختم کرتا ہوں۔ فقط: والسلام!

دعا گو وعاجز محمد انور اوکاڑوی

شعبہ التخصص فی الدعوۃ والارشاد خیر المدارس ملتان

۲۴ر دسمبر ۲۰۱۸ء

حضرت مولانا نور اشرف صاحب دامت برکاتہم صدر مدرس جامعہ حنفیہ جہلم

مولانا محمد بلال صاحب کی کتاب ’’علمی وتحقیقی مباحث‘‘ کو بعض مقامات سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ماشاء اللہ! بہت خوب پایا۔ قبل ازیں بھی موصوف کے پمفلٹ رسالے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جن کو اپنے موضوع پر منفرد اور جامع پایا۔ زیر نظر کتاب اصل میں مولانا کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے۔ قارئین کی آسانی کے لئے جن کو یکجا جمع کیا گیا ہے تاکہ قاری کو سارا مواد یکجا دستیاب ہو سکے۔ یہ ایک اچھی کوشش ہے۔

اللہ تعالیٰ! برادر محترم کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید ترقی نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم! نور اشرف غفرلہ ۷ر رجب ۱۴۳۲ھ

مولانا محمد الیاس گھمن ناظم اعلیٰ اتحاد اہلسنت والجماعت پاکستان

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

برادر عزیز مناظر اتحاد اہل السنۃ ضلع منڈی بہاؤالدین مولانا بلال احمد زیدت معالیہم کے مختلف اوقات میں مختلف اہل بدعت سے تحریراً وتقریراً مباحث ومناظرے ہوتے رہے ہیں۔ میری دلی خواہش تھی کہ ان تمام مناظروں ومباحثوں کو افادہ خاص وعام کے لئے یکجاء کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مولانا بلال احمد زید مجدہٗ کو جزائے خیر عطاء فرمائے کہ انہوں نے خود ہی یکجاء فرما دیئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قارئین کے لئے نافع بنائے۔

والسلام محمد الیاس گھمن مؤرخہ ۷ر جون ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ رب العالمین ہیں اور بنیادی عالم پانچ ہیں:

(۱) عالم دنیا، (۲) عالم برزخ، (۳) عالم محشر، (۴) عالم جنت، (۵) عالم جہنم۔

عالم دنیا

عالم دنیا میں انسان جب نیکی کا کام کرتا ہے تو روح وجسم دونوں مل کر کرتے ہیں۔ مثلاً نمازی نے نماز پڑھی تو روح وجسم دونوں نے مل کر پڑھی ہے۔ (علیٰ ہذا القیاس) اور اللہ تعالیٰ نیکی کا ثمرہ دنیا میں بھی دیتے ہیں۔ جیسا کہ مومن کی دعا میں ہے: ''ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ'' اب اس نیکی کا ثمرہ روح وجسم دونوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان جب برائی کا کام کرتا ہے تو روح وجسم دونوں مل کر کرتے ہیں۔ مثلاً چور نے چوری کی تو روح وجسم دونوں نے مل کر کی ہے۔ (علیٰ ہذا القیاس) تو عالم دنیا میں سزا بھی دونوں کو ملتی ہے۔ حدود، قصاص اور تعزیر کی صورت میں۔ اسی طرح عالم محشر، عالم جنت وجہنم میں بھی راحت یا عذاب روح وجسم دونوں کو ہوتی ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اب رہی بات عالم برزخ کی تو یہاں پر سب سے:

پہلا سوال: عالم برزخ کا ثبوت کہیں ہے بھی یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عالم برزخ کا ثبوت قرآن کریم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (المومنون:۱۰۰)'' اور ان کے آگے قیامت تک ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ ترجمہ از مولانا احمد علی لاہوری۔ (ص ۵۵۶)

عالم برزخ کی تحقیق از علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۱۱ھ)

(برزخ تین چیزوں کا نام ہے۔ مکان، زمان حال)

مکان: قبر سے لے کر ...... علیین سجین تک

زمان: موت سے لے کر...... قیامت تک

حال: راحت یا عذاب (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۷)

حسّی قبر بھی عالم برزخ کا حصہ ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت روتے یہاں تک کہ آنسوؤں سے اپنی داڑھی کو تر کر دیتے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کے تذکرہ پر (اتنا) نہیں روتے (جتنا) قبر کو دیکھ کر روتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''ان القبر اوّل منزل من منازل الاٰخرۃ فان نجا منہ فما بعدہ ایسر منہ وان لم ینج منہ فما بعدہ اشد منہ'' یعنی قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو آگے کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس منزل سے نجات نہ پا سکا تو بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں۔ نیز فرمایا

''مارأیت منظرا قط الّا و القبر افظع منه '' یعنی میں نے کوئی منظر قبر کے منظر سے زیادہ خوفناک نہیں دیکھا۔
(جامع ترمذی رقم: ۲۳۰۸)

دوسرا سوال: یہ ہے کہ اس عالم برزخ میں راحت یا عذاب ہے یا نہیں؟

جواب: ملاحدہ، خوارج، بعض معتزلہ، بعض مرجئہ، ضرار بن عمرو الغطفانی اور بشر المریسی وغیرہ عقل پرستوں نے سرے سے انکار کردیا کہ اس عالم میں نہ کوئی راحت ہے اور نہ ہی کوئی عذاب اور دلیل میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ اس عالم کی کارروائی (راحت یا عذاب) نہ ہمیں نظر آتی ہیں اور نہ ہی ہمیں سمجھ آتی ہے۔ حالانکہ عالم برزخ کی کارروائی کا تعلق ایمان بالغیب کے ساتھ ہے۔

اصولی بات ہے کہ جس شئے کا تعلق ایمان بالغیب کے ساتھ ہے نہ وہ عالم دنیا میں ہمیں نظر آتی ہے اور نہ ہی سمجھ آتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات پر اور فرشتوں پر اور جنت وجہنم پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان تمام کا تعلق بھی مغیبات سے ہے اور یہ تمام عالم دنیا میں نہ ہمیں نظر آتے ہیں اور نہ ہی ہمیں سمجھ آتے ہیں۔ بہرحال سمجھ آئے یا نہ آئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خبروں پر اعتماد کرکے ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بنی اسرائیل کی طرح ہمیں یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔ ''لن نؤمن لک حتی نری اللہ جهرة (البقرة:۵۵) '' کہ ہرگز ہم تیرے (موسیٰ علیہ السلام) پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو ہم اپنے آمنے سامنے دیکھ لیں۔

ویسے بھی دنیا کی بنیاد عقل پر نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لو کان الدین بالرأی لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاها وقد رأیت رسول اللہ ﷺ یمسح علی ظاهر خفیه '' اگر دین کی بنیاد عقل پر ہوتی تو موزے کا نیچے والا حصہ زیادہ بہتر ہوتا اوپر والے حصے کے مسح کرنے سے (اس لئے کہ عقل کا تقاضا ہے کہ گندگی عموماً نیچے والے حصہ پر لگتی ہے) لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وہ مسح موزے کے اوپر کرتے ہیں۔
(رواہ ابوداؤد والدارمی کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۴)

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''فاعلم ان العقل الکامل تابع للشرع لانه عاجز عن ادراک الحکم الالٰهیة فعلیه تعبد المحض بمقتضی المعبودیة '' کامل عقل شریعت کے تابع ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ (عقل) اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے ادراک سے عاجز ہے۔ بندگی کے تقاضے کی وجہ سے اس (عقل) کے ذمہ ہے کہ وہ بندگی محض کرے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۸۵)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''لو قلت بالرأی لاوجبت الغسل بالبول ای لانه نجس متفق علیه والوضوء بالمنی لانه نجس مختلف فیه ولاعطیت الذکر فی الارث نصف الانثی لکونها اضعف منه '' اگر میں رائے سے کہتا تو میں پیشاب کی وجہ سے غسل کو واجب قرار دیتا۔ اس لئے کہ پیشاب بالاتفاق نجس ہے اور منی کے خارج ہونے سے وضو کو واجب قرار دیتا۔ اس لئے کہ منی کے نجس ہونے میں اختلاف ہے اور مذکر کو وراثت میں مؤنث کا نصف حصہ دیتا، اس لئے کہ مؤنث مذکر سے زیادہ کمزور ہے۔ (بحوالہ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۸۵)

لہٰذا اصولی بات ہے کہ جس مثال کی بنیاد محض عقل ہو اور وہ مثال شریعت کے خلاف ہو تو وہ ہرگز نہ قبول کی جائے گی۔ (اس فتنے کی پیشین گوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) ''سیخرج قوم منا بعد کم یکذبون بعذاب القبر '' عنقریب ایک قوم آئے گی تمہارے بعد جو عذاب قبر کا انکار کرے گی۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۸۸، مسند امام احمد ج ۱ ص ۳۰ نحوه)

جو لوگ مطلقاً عالم برزخ کی کارروائی اور زندگی کے منکر ہیں وہ بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مندرجہ ذیل علماء کرام نے مطلقاً عذاب قبر کے منکر کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے

☆...... علامہ طاہر بن محمد الحنفی المتوفی ۵۴۲ھ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۹)

☆...... حافظ ابن الہمام الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۶۱ھ (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۷)

☆...... علامہ ابوشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ (تمہید ص ۱۲۵)

☆...... مولانا عبدالعلی بحرالعلوم (رسائل بحرالعلوم ص ۹۹)

☆...... امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (مختصر تذکرہ قرطبی لعبدالوہاب الشعرانی ص ۳۴)

(ماخوذ از تسکین الصدور ص ۸۳)

منکرین حیات فی القبر کے سرتاج نیلوی شاہ صاحب بھی لکھتے ہیں: اگر عالم برزخ میں زندگی اور حیات نہ مانیں تو عذاب قبر اور تنعیم قبر کا انکار لازم آتا ہے۔ حالانکہ عذاب وثواب قبر کے متعلق متواتر احادیث وارد ہیں بلکہ قرآن پاک کی بہت سی آیات سے ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے اور علماء امت نے عذاب وثواب قبر کے انکار کو کفر کہا ہے۔ (ندائے حق ج ۱ ص ۲۱ مکتبہ اشاعت الاسلام دہلی)

انسان روح اور جسم دونوں سے مرکب ہے

''الانسان عبارۃ عن البدن والروح معاً'' انسان روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔

(تفسیر کبیر، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۲۲، تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴، شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۴۰۰، رسالہ قشیریہ ص ۲۵)

عالم برزخ میں راحت یا عذاب کے متعلق مذاہب

(۱) صرف جسم کو	(۲) صرف روح کو	(۳) روح اور جسم دونوں کو
محمد جریر کرامی عبداللہ بن کرام	علامہ ابن حزم ظاہری	اہل سنت والجماعت
ابوالحسین الصالحی المعتزلی	ابن میسرہ یا ابن ہبیرہ	حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی
	ابن مرہ	

مندرجہ ذیل حضرات نے عالم برزخ میں عذاب وراحت کے اختلاف کو اپنی اپنی تصانیف میں بیان کر کے پہلے دو نظریوں کا رد اور تیسرے نظریہ کو اہل سنت والجماعت کا نظریہ قرار دیا ہے۔ دیکھئے

☆...... حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۴۷۷)

☆...... علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۱۴۷)

☆...... حافظ ابن تیمیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۸۳)

☆...... حافظ ابن القیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (کتاب الروح ص ۴۶)

☆...... ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (شرح فقہ اکبر ص ۱۰۱)

☆...... امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

☆ ...... سید علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (روح المعانی ج ۱۱ ص ۵۷)

☆ ...... علامہ ایوبی رحمہ اللہ (حاشیہ علی الخیالی ص ۱۱۸)

☆ ...... محقق علامہ جلال الدین الدوانی رحمہ اللہ (الدوانی علی العقائد العضدیہ ص ۲۳ طبع علمی دہلی)

☆ ...... (شرح مواقف طبع مصر ج ۸ ص ۳۱۷) (مسایرۃ مع المسامرۃ ج ۲ ص ۱۱۶)

عالم برزخ میں راحت یا عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے،

اس پر اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے

☆ ...... حضرت ملا علی القاری الحنفی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: ''واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالٰی یخلق فی المیت نوع حیوۃ فی القبر قدر مایتالّم ویتلذذ'' اور تو جان لے اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں میت کے اندر ایک گونہ زندگی پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ تکلیف اور لذت محسوس کرتا ہے۔
(شرح فقہ اکبر ص ۱۲۱)

☆ ...... علم عقائد کے مسلم امام صدرالدین علی بن محمد الازدی الحنفی المتوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں: ''وکذالک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعاً باتفاق اهل السنة والجماعت'' عذاب قبر روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے۔ اہلسنت والجماعت کا اس میں اتفاق ہے۔ (شرح عقیدہ الطحاویہ ص ۳۳۰)

☆ ...... حافظ ابن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ المتوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں: ''بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعاً باتفاق اهل السنة والجماعت'' راحت وعذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس پر اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۸۲)

☆ ...... حافظ ابن القیم حنبلی ۷۵۱ھ لکھتے ہیں: ''بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعاً باتفاق اهل السنة والجماعة'' راحت وعذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس پر اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے۔
(کتاب الروح ص ۶۴)

☆ ...... قاضی ثناءاللہ پانی پتی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''انعقدالاجماع علی ان عذاب القبر علی الروح والجسد'' یعنی اس پر اجماع امت ہے کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں پر وارد ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۷۷)

☆ ...... علامہ تاج الدین سبکی شافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''وقد اجمع اهل السنة علی اثبات حیوۃ القبور'' اہل سنت کا اجماع ہے کہ قبروں میں میت کو حیات ملتی ہے۔ (شفاء السقام ص ۱۵۱)

☆ ...... امام الحرمین عبدالملک رحمہ اللہ المتوفی ۴۷۸ھ فرماتے ہیں: ''وقد اتفق سلف الامة علی اثبات عذاب القبر واحیاء الموتی فی قبورهم وردالارواح فی اجسادهم'' تحقیق سلف امت اس پر متفق ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے اور مردوں کو قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور ارواح اجساد میں لوٹائی جاتی ہیں۔ (بحوالہ شفاء السقام ص ۱۵۱)

☆ ...... علامہ جلال الدین السیوطی الشافعی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں: ''ومحله الروح والبدن جمیعاً باتفاق اهلسنة وکذا القول فی النعیم'' یعنی عذاب کا محل روح اور جسم دونوں ہیں۔ اہل سنت کا اس میں اتفاق ہے۔ اسی طرح راحت کا محل بھی روح اور جسم دونوں ہیں۔ (شرح الصدور ص ۷۲)

☆...... فقیہ ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ان احیاء المکلفین فی القبر وسؤالهم جمیعا لا خلاف فیه بین اهلسنة'' جملہ مکلفین کے قبروں میں زندہ کرنے اور ان سے سوال کرنے میں اہلسنت کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (الامدالاقصیٰ فی تفسیر اسماء الحسنیٰ بحوالہ شفاء السقام ص ۱۵۱)

☆...... امام محی الدین یحییٰ بن حسن النووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں: ''ثم المعذب عند اهلسنة الجسد بعینه او بعضه بعد اعادة الروح الیه او الی جزء منهم'' اہلسنت کے نزدیک بعینہ جسد عنصری یا اس کی جزء کو سزا دی جاتی ہے روح کے اعادہ کے بعد۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

مطالبہ: ۱۳۷۴ھ سے پہلے کسی ایک مسلم امام (خواہ وہ حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی) سے ثابت کر دیا جائے کہ عالم برزخ میں راحت یا عذاب صرف روح کو ہوتا ہے جسم عنصری کو نہیں ہوتا اور اسی پر اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ حوالہ پیش کرنے کی مہلت تا قیامت۔

حیات النبی ﷺ فی القبر بھی اسی عقیدے کا حصہ ہے اور اس پر بھی امت کا اتفاق ہے

اہل سنت والجماعت کا اجماعی (اتفاقی) عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یعنی عالم برزخ میں راحت انبیاء علیہم السلام کے اجساد وارواح دونوں کو حاصل ہے نہ کہ صرف ارواح کو۔ جیسا کہ منکرین حیات فی القبر کے سرتاج مولانا سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں: ''باقی انبیاء علیہم السلام، شہداء کرام اور مومنین کو برزخ میں جو نعیم وراحت حاصل ہوتی ہے وہ صرف ان کی روحوں کو ہے ابدان عنصریہ اس میں شریک نہیں ہیں۔'' (اقامۃ البرہان ص ۱۹۸ تالیف مولانا سجاد بخاری)

حیات النبی ﷺ فی القبر کا عقیدہ اتفاقی ہے

☆...... امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''نحن نؤمن ونصدق بانه ﷺ حیّ یرزق فی قبره وان جسده الشریف لا تاکله الارض والاجماع علی هذا'' ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو رزق ملتا ہے اور آپ ﷺ کے جسم اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اسی پر اجماع منعقد ہے۔ (القول البدیع ص ۱۲۵)

☆...... علامہ محمد بن علان الشافعی الاشعری الاکملی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''الاجماع علی انه ﷺ حیّ فی قبره علی الدوام'' اس بات پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں دائمی زندہ ہیں۔ (دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین ج ۴ ص ۱۹۲)

☆...... علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''والحاصل ان حیاة الانبیاء ثابتة بالاجماع'' حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔ (المنحۃ الوہبیہ ص ۶ طبع استنبول)

☆...... علامہ محمد عابد السندی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اماهم فیحاتهم لا شک فیها ولا خلاف لاحد من العلماء فی ذالک۔ فهو ﷺ حیّ علی الدوام'' بہرحال حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور علماء کرام میں سے کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ پس آنحضرت ﷺ دوامی طور پر زندہ ہیں۔ (رسالہ مدنیہ ص ۴۱)

☆...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حیات متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلافے نیست۔'' حیات متفق علیہ ہے کسی کا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳)

☆...... نواب قطب الدین خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۴۴۵)

☆...... مولانا ابوالعتیق عبدالہادی محمد صدیق نجیب آبادی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''انهم اتفقوا اعلى حيوته صلی اللہ علیہ وسلم بل حيوة الانبياء عليهم السلام متفق عليها لا خلاف لاحد فيه'' علماء کرام اس پر بات متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں بلکہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے۔ (انوار المحمود شرح ابی داؤد ج ۱ ص ۶۱۰)

محترم قارئین! یہ مذکورہ بالا حوالے اجماع واتفاق پر روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ انفرادی آراء کو طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔ جس کو زیادہ شوق ہو تو وہ مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ ضرور کرے۔

(تسکین الصدور، ہدایۃ الحیران، قبری زندگی، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰)

☆...... اجماع کی اہمیت نیلوی شاہ صاحب لکھتے ہیں: اجماع امت بھی علوم دین کی اصل اور مفتاح ہے۔ اسی قرآن مجید میں اجماع کا حجت ہونا بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولى ونصله جهنم'' یعنی جو کوئی مسلمانوں کے رستہ کے خلاف چلے گا تو ہم اس کو اسی طرف لے چلیں گے جو رستہ اس نے اختیار کیا ہے اور ہم اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ (بدر منیر حاشیہ تفسیر بے نظیر ص ۶۵)

حیات دنیوی کا مطلب

☆...... شیخ الحدیث مولانا سرفراز صفدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مراد حیات دنیویہ سے صرف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا اس جسد اطہر سے تعلق ہے جو دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک تھا یہ حیات نہ تو صرف روحانی ہے اور نہ جسم مثالی کے تعلق سے ہے جیسا کہ بعض کا دعویٰ ہے اور وہم ہے۔ لیکن یہ حیات اہل دنیا کے ادراک وشعور سے بالاتر ہے اور ''لاتشعرون'' کا مصداق ہے۔'' (المسلک المنصور ص ۴۳)

مراد حیات دنیویہ سے صرف یہ ہے کہ روح مبارک کا تعلق جسد مثالی سے نہیں۔ جیسا کہ بعض کا ادعاء ہے بلکہ یہ حیات دنیوی عنصری جسم سے متعلق ہے، صرف روح یا جسد مثالی کے تعلق سے حیات سے ممتاز کرنے کے لئے یہ تعبیر اختیار کی جاتی ہے۔ تاکہ دونوں میں فرق نمایاں ہو جائے۔ (المسلک المنصور ص ۴۴)

''یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ جو حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زندگی کو جسمانی اور دنیاوی سے تعبیر کرتے ہیں ان کی مراد بھی صرف یہ ہے کہ روح اطہر کا تعلق اس جسم مبارک سے ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں حاصل تھا نہ یہ کہ بہمہ وجوہ دنیوی زندگی ہے جس پر احکام دنیا مرتب ہوں اور وہ اہل دنیا کے شعور میں آسکے۔''

(المسلک المنصور ص ۵۶)

''جو حضرات اس حیات کو جسمانی اور دنیوی کہتے ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ روح مبارک کا اسی جسم اطہر سے تعلق ہوتا ہے جو دنیا میں تھا اور جو حضرات اس کو برزخی کہتے ہیں۔ ان کی مراد یہ ہے کہ وہ حیات اہل دنیا کے لئے محسوس نہیں ہے۔'' (تسکین الصدور ص ۲۶۷)

راحت یا عذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس بارے میں علماء کرام کی انفرادی آراء

☆...... علامہ بدرالدین العینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں: ''ولا بعد فى ردالحيوة الى بعض اجزاء

البدن فیختص بالاحیاء والمسألة والعذاب وان لم یکن ذالک مشاھدالنا'' اور اس میں کوئی بعد نہیں کہ بدن کے بعض اجزاء کی طرف زندگی لوٹائی جائے اور وہی بعض اجزاء حیات اور قبر کے سوال اور عذاب سے مختص ہوں اگرچہ ہمیں اس کا مشاہدہ نہ ہو سکے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۱۴۷ طبع مصر)

☆...... علامہ علی بن محمد الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ سید شریف التوفی ۸۱۶ھ فرماتے ہیں: ''واذا ثبت التعذیب ثبت الاحیاء والمسئلة لان کل من قال بعذاب القبر قال بھما'' اور جب میت کا معذب ہونا ثابت ہوا تو اس کا زندہ کرنا اور اس سے سوال ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ کیونکہ جو شخص عذاب قبر کا قائل ہے وہ زندہ کرنے اور سوال ہونے کا بھی قائل ہے۔ (شرح مواقف ص ۸۱۶)

☆...... مولانا عبدالحکیم بن شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۱۰۷۰ھ فرماتے ہیں: ''فاذا خلق اللہ فیھا ادراکاً یکون سبباً لادراک الالم واللذة یکون حیاً لا جماداً'' جب اللہ تعالیٰ اس میں ایسا ادراک پیدا کردے جو دکھ اور لذت کے احساس کرنے کا سبب بن جائے تو وہ زندہ ہوگا نہ کہ جماد۔ (عبدالحکیم علی الخیالی ص ۱۱۸)

☆...... سیف الدین الآمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اتفق سلف الامة قبل ظھور المخالف واکثرھم بعد ظھور علی اثبات احیاء الموتی فی قبورھم ومسئلة الملکین لھم واثبات عذاب للمجرمین والکافرین۔ ان حیاۃ جمیع الموتی برواحھم واجسامھم فی قبورھم لاشک فیه'' مخالف کے ظاہر ہونے سے پہلے امت کے تمام اسلاف اور مخالف کے ظاہر ہونے کے بعد اکثریت اس بات پر متفق رہی ہے کہ مردوں کا قبروں زندہ کرنا اور ان سے نکیرین کا سوال اور مجرموں اور کافروں کے لئے اثبات عذاب بالکل حق ہے۔ بلاشبہ تمام مردوں کا اپنی قبروں میں اپنی ارواح اور اجسام کے ساتھ زندہ ہونا شک سے بالاتر ہے۔ (ابکارالافکار بحوالہ شفاء السقام ص ۱۵۱)

☆...... حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں: ''ولایمنع من ذالک کون المیت قد تتفرق اجزائه لان اللہ تعالی قادر علی ان یعید الحیوة الی جزء من الجسد ویقع علیه السوال کما ھو قادر علی ان یجمع اجزائه'' اس میں کوئی امتناع نہیں کہ کبھی میت کے اجزاء بالکل بکھر جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ بدن کے ایک حصہ کی طرف روح لوٹا دے اس سے سوال ہو جیسا کہ وہ تمام اجزاء کے جمع کرنے پر قادر ہے۔
(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۴۷۷)

☆...... علامہ بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن علی البعلی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۷۷۷ھ فرماتے ہیں: ''فتکون متصلة بالبدن بلاریب'' بلاشبہ (روح) بدن سے متصل رہتی ہے۔ (مختصر الفتاویٰ ص ۱۹۱ طبع مصر)

☆...... امام ابوبکر الجصاص الرازی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۳۷۰ھ فرماتے ہیں: ''واذا جاز ان یکون المؤمنون قد احیوا فی قبورھم قبل یوم القیامة وھم منعمون فیھا جاز ان یحیی الکفار فی قبورھم فیعذبوا'' اور جب یہ جائز ہے کہ مومنوں کو قیامت کے دن سے پہلے قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور وہ قبور میں راحت پاتے ہیں تو جائز ہے کہ کفار کو بھی قبروں میں زندہ کیا جائے اور عذاب دیا جائے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۰۸ طبع مصر)

☆...... فخر المناطقہ والفلاسفہ امام المتکلمین ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں: ''فاعادة الحیوة الی جزء یدرک العذاب ممکن'' سو ایسی جزء کی طرف اعادہ حیات جس سے ادراک عذاب ہو سکے۔ بالکل ممکن ہے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۹۷ طبع مصر)

''ولایبعد ان تعاد الروح الی الجسد فی القبر فتکون الروح العالمة العاقلة المدرکة باقیة مستعملة لبعض الاعضاء وقد استعصی علیها بعضها'' اس میں کوئی بعد نہیں کہ قبر میں جسم کی طرف (فی الجملہ) روح لوٹائی جائے۔ روح جو علم وعقل اور ادراک سے متصف ہوتی ہے وہ باقی رہتی ہے بعض اعضاء اس کے تصرف میں ہوتے ہیں اور بعض شل ہونے کی وجہ سے اس کا اثر قبول نہیں کرتے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

☆...... علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۹۲ھ فرماتے ہیں: ''ویجوز ان یخلق اللہ تعالٰی فی جمیع الاجزاء او فی بعضها نوعاً من الحیوة قدر مایدرک الم العذاب ولذة التنعیم'' جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کے تمام اجزاء میں یا بعض میں ایک گونہ حیات پیدا کردے۔ جس سے وہ عذاب کا درد اور خوشی کی لذت کا ادراک کر سکے۔ (شرح عقائد ص ۷۷)

☆...... علامہ تفتازانی مزید لکھتے ہیں: ''فان للنفس بعد المفارقة تعلق ما بالبدن وبالتربة التی دفنت فیها'' روح کا بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی ایک گونہ تعلق بدن سے ہوتا ہے اور اس مٹی سے بھی ہوتا ہے جس میں میت دفن کی جاتی ہے۔ (شرح مقاصد ج ۲ ص ۴۳)

☆...... علامہ شمس الدین الخیالی فرماتے ہیں: ''واما تعذیب الماکول بخلق نوع من الحیوة فی بطن الاکل'' بہر حال جس میت کو کوئی جانور کھا گیا ہو اس کو بایں طور سزا دینا کہ کھانے والے کے پیٹ میں ایک گونہ حیات اس میں پیدا کر دی جائے۔ (اس کا روشن امکان ہے) (الخیالی ص ۱۱۸)

☆...... مولانا عبدالعزیز فرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یکون حینئذ حیاً لا جماداً محضاً ولیس الحیوة منحصرة فیمن یفعل الافعال الاختیاریة'' کہ اس وقت (روح کے تعلق سے) وہ زندہ ہوگا نہ کہ جماد محض اور حیات اس میں منحصر نہیں ہے کہ اس سے افعال اختیار یہ صادر ہوں۔ (نبراس ص ۳۲۱)

☆...... علم کلام کے مشہور محقق عالم علامہ ابوشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فاذا کان الروح متصلاً بالشخص سواء کان عظماً او لحماً او تراباً فانه یتألم'' جب روح کا بدن سے تعلق ثابت ہے تو بدن کو الم اور دکھ پہنچے گا عام اس سے کہ بدن ہڈی یا گوشت یا مٹی ہو جائے۔ (تمہید ص ۱۲۵ طبع لاہور)

☆...... علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وان عذاب القبر حق وانه علی الروح والجسم الذی فیه الحد'' بلاشبہ قبر کا عذاب حق ہے اور یہ عذاب روح اور اس جسم پر ہوتا ہے جس جسم کو لحد اور قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ (یعنی جسد عنصری) (المنحة الوہبیہ ص ۳ طبع استنبول)

☆...... امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۰۱ھ فرماتے ہیں: ''عند العامة توضع فیه الحیوة بقدر مایتألم لا الحیوة المطلقلة وقیل توضع فیه الحیوة من کل الوجه'' اکثر کے نزدیک میت میں اس انداز کی حیات ڈالی جاتی ہے جس سے اس کو سزا کا ادراک ہو سکے عام حیات اس میں نہیں ہوتی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں من کل الوجہ زندگی ڈالی جاتی ہے۔ (الکافی شرح الوافی بحوالہ مائۃ مسائل ص ۴۷)

☆...... مشہور حنفی فقیہ علامہ محمد بن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں: ''توضع فیه الحیوة عند العامة بقدر مایحس بالالم والبنیة لیست بشرط عند اهل السنة بل تجعل الحیوة فی تلک الاجزاء المتفرقة لایدرکها البصر'' کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اس میں اس قدر حیات ڈالی جاتی ہے جس سے وہ تکلیف

کا احساس کر سکتی ہے اور ڈھانچے کا باقی رہنا اہل سنت کے نزدیک شرط نہیں ہے بلکہ یہ حیات ایسے اجزاء متفرقہ میں پیدا کی جاتی ہے کہ جن کو نگاہ محسوس نہیں کر سکتی۔ (شامی ج ۳ ص ۲۰۱)

☆...... بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: ''لکل روح منها اتصال بجسدة فی قبره لا يدرک کنهه الا الله تعالٰی قال الشعبی فی بحر الکلام هی متصلة باجسادها فتعذب الارواح ويتألم الاجساد منها'' ہر روح کا جسم کے ساتھ قبر میں تعلق ہے جس کی حقیقت بجز پروردگار کے کوئی نہیں جانتا۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب) بحر الکلام میں فرماتے ہیں کہ ارواح اجسام کے ساتھ متصل ہوتی ہیں سو ان کو عذاب دیا جاتا ہے اس کی وجہ سے اجسام بھی درد محسوس کرتے ہیں۔ (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۵)

☆...... سعودیہ کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس آدمی کو عذاب قبر ہوتا ہے اس کے لئے عذاب قبر ایک حسی چیز ہے۔ اگرچہ زمین پر بسنے والے زندہ لوگ اس کا مشاہدہ نہیں کر رہے ہوتے عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے جیسا کہ قرآن وسنت کی نصوص سے ظاہر ہے۔ (بحوالہ لشکر طیبہ کا مجلۃ الدعوہ جون ۱۹۹۹ء)

منکرین حیات فی القبر کے اکابر علماء کے حوالے

☆...... علامہ قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مگر بایں ہمہ ارواح طیبہ کا ابدان مبارکہ سے تعلق جس کی کنہ (کیفیت) ہم نہیں جانتے اس کو تسلیم کرتے ہیں۔'' (مسالک العلماء فی حیاۃ الانبیاء ص ۱۶۸)

☆...... مولانا محمد حسین نیلوی شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''بس روح کا تعلق اجزائے اصلیہ کے ساتھ مانا جائے تب تعذیب وتنعیم میت ہوگی۔'' (ندائے حق ص ۱۸۸)

پس اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ روح کا تعلق اجزائے اصلیہ کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ امر یقینی ہے اور احادیث بھی اس بارے میں اس طرف مشیر ہیں بلکہ مؤید ہیں۔ (ندائے حق ص ۱۵)

پس روح کا تعلق انہیں اجزائے اصلیہ اور ذرات کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ بالکل صحیح سالم قائم رہتے ہیں۔ ان میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا اور قبر (برزخ) میں سوال انہیں ذرات سے ہوگا اور انہیں میں روح اور حیات واپس کر دی جائے گی۔ (ندائے حق ص ۲۰۸)

(منکرین حیات النبی ﷺ کی طرف سے شائع کردہ کتاب ''نفی سماع موتی'' میں ہے) ''والمعذب فی القبر حیٌ بقدر ما يتألم به وهو اقرب الی الحق'' مردہ کو قبر میں اتنی حس اور اس قدر ادراک ہے کہ اللہ کی جانب سے جو ثواب عذاب کیا جائے اس کو وہ محسوس کر سکتا ہے اور یہی مذہب حق ہے۔ (نفی سماع موتی ص ۱۹، ۱۶۰)

''یعنی تمام اہل حق سارے اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں میت کو اس قدر حیات عطاء کرتا ہے کہ جس کے سبب الم قبر کے عذاب یا لذت ثواب قبر کی دریافت کر سکے الم اور ایذاء رسانی میت میں ہو نہیں سکتی اور جو میت قبر میں عذاب کیا جاتا ہے اس میں عذاب کی قدر حیات ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت سی بے شمار کتابوں فقہ حنفیہ اور علم عقائد میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ بعد سوال نکیرین میت صرف ایک نوع کی حیات وہ بھی صرف اسی قدر منجانب اللہ جو عذاب یا ثواب موصول ہوتا ہوا سے دریافت کر سکیں۔ پس دانائی کی جانب توجہ کرنے کی اس میں قابلیت نہیں ہے اور یہی حق ہے۔'' (نفی سماع ص ۱۷۱)

العرف الشذی اورفیض الباری کی ایک عبارت سے ناکام استدلال اوراس کا مدلل جواب

جو حضرات صرف روح کی زندگی کے قائل ہیں انہوں نے علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب مندرجہ ذیل عبارت سے ناکام استدلال کرنے کی کوشش کی ہے۔ پہلے عبارت ملاحظہ فرمائیں: ''ثم لاهل السنة قولان قيل ان العذاب للروح فقط وقيل للروح والجسد والمشهور الثاني اختاره اكثر شارحي الهداية وهو المختار'' پھر اہلسنت کے دوقول ہیں ایک یہ کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ مشہور یہ ہی قول (روح وجسم دونوں والا) ہے اور ہدایہ کے اکثر شارحین نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ ہی مختار ہے۔ (العرف الشذی علی جامع الترمذی ج ۱ ص ۳۱۷ نحوہ فی فیض الباری)

اس عبارت سے صرف روح کی زندگی کے قائلین نے استدلال یوں کیا ہے کہ جب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ صرف روح کی زندگی کے قائلین کو بھی سنی گردانتے ہیں تو تم کون ہوتے ہو ہمیں سنیت سے نکالنے والے۔

(الزامی جواب) صرف روح کی زندگی کے قائلین کے سرتاج نیلوی شاہ صاحب نے تحریرات حدیث مصنفہ مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کو صرف اس وجہ سے رد کر دیا کہ بقول ان کے وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خودنوشت نہیں لکھتے ہیں: ''خود حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم اور اہتمام سے طبع نہیں کرایا گیا۔'' (بدر منیر حاشیہ تفسیر بے نظیر ص ۱۸۴)

بالکل یہی جواب العرف الشذی کی مذکورہ عبارت کا ہے یہ کتاب بھی علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خودنوشت نہیں بلکہ ان کے ایک شاگرد مولانا محمد چراغ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا تعلق بھی زیادہ تر جماعت اسلامی سے رہا ہے کی مرتب کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حوالہ بھی قابل قبول نہیں ہونا چاہئے۔ فیض الباری بھی حضرت کی خودنوشت نہیں ہے۔

(تحقیقی جواب) اب رہی یہ بات یہ کہ ''صرف روح کی زندگی'' کا قائل کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ابن حزم ظاہری اور ان کے چند پیروکار ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا اختلاف کرنا اجماع کو مضر ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ چند ایک کا اختلاف کرنا اجماع کو نقصان دہ نہیں ہے اور خاص کر ظاہریہ کا اختلاف کرنا یہ تو بالکل نقصان دہ نہیں ہے۔

۱...... اس لئے کہ اجماع کا اطلاق اکثریت پر بھی ہوتا ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ للعلامہ بدرالدین العینی الحنفی ج ۲ ص ۳۱۷، الکلام المبرور للعلامہ عبدالحیٔ لکھنوی)

۲...... اور عقائد کے باب میں جمہور علماء کی اتباع لازم ہے۔

(توضیح الکلام لارشاد الحق اثری غیر مقلد ج ۱ ص ۷۹، تفسیر ابن کثیر نقلاً عن ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ)

۳...... ویسے بھی شاذ ومرجوح قول کو قبول کرنا اور اس پر فتویٰ دینا جہالت ہے اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے: ''وان الحکم والفتیاء بقول المرجوح جهل وخرق للاجماع'' قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت اور اجماع کو پھاڑنا ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۹)

(فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۵۵، نحوہ فی عقود رسم المفتی ص ۳، بحوالہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۱ ص ۸۲)

یہی وجہ ہے کہ مندرجہ ذیل علمائے اہلسنت والجماعت نے ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا بڑی شدومد کے ساتھ رد کیا ہے۔

☆...... حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۴۷۷)

☆...... علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۱۴۷)

☆...... حافظ ابن تیمیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۲۸۳)

☆...... حافظ ابن القیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (کتاب الروح ص ۶۴)

☆...... ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (شرح فقہ اکبر ص ۱۰۱)

☆...... سید علامہ آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر روح المعانی ج ۱۱ ص ۷۵)

☆...... امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۳۸۶)

☆...... علامہ ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (ہامش علی الخیالی ص ۱۱۸)

☆...... محقق جلال الدین الدوانی رحمۃ اللہ علیہ (الدوانی علی العقائد العضدیہ ص ۲۳)

☆...... صاحب مسایرہ رحمۃ اللہ علیہ (مسایرہ مع المسامرہ ص ۱۴۴ ج ۲۲)

(خلاصہ کلام) جمہور علماء اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا مذکورہ قول شاذ بلکہ مرجوح ومردود ہے۔ لہٰذا ایسے قول کو بنیاد بنا کر اپنا عقیدہ بنانا قطعاً ناجائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حق کے مدارس سے ایسا عقیدہ اپنانے والوں کے خلاف فتوے صادر ہو چکے ہیں۔

(نوٹ) ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ مجتہد تھے جیسا کے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (تذکرہ الحفاظ ج ۳ ص ۲۲۷) پر لکھا ہے۔ اس لئے وہ فتویٰ سے بچ گئے۔

قبر (برزخ) میں راحت وعذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں: مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کے جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ الخ! (معارف القرآن ج ۵ ص ۲۳۶)

''احکام القرآن'' میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دس آیتیں بھی لکھی ہیں جن سے قبر کی زندگی ثابت ہوتی ہے اور دس آیات لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ''فتلک عشرۃ کاملۃ من الآیات اکتفیت علی ذکرھا وان ذکرھا العلماء سواھا من الآیات ایضاً یستدل بھا علی عذاب القبر و من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا کفاہ ھذہ العشرۃ و الا فالقرآن کلہ لا یجزی نفعاً لمن ختم علی قلبہ والعیاذ باللہ'' قرآن مجید کی دس کامل آیات ہیں جن پر میں اکتفا کرتا ہوں۔ اگرچہ علماء نے ان کے علاوہ چند دیگر آیات بھی ذکر کی ہیں۔ جن سے انہوں نے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہے اس کو یہ دس آیات کافی ہیں۔ ورنہ العیاذ باللہ جس کے دل پر مہر لگ چکی ہو تو اس کو پورا قرآن بھی نفع نہ دے گا۔''

(احکام القرآن ج ۴ ص ۸۴)

دس آیات میں سے صرف ہم دو آیات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ پہلی آیت: ''یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ مایشآء'' اللہ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت

کی زندگی میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(ترجمہ از مولانا احمد علی لاہوری صاحب رحمہ اللہ۔ سورۃ ابراہیم: ۲۷)

''عن البراء بن عازب ان رسول اللہ ﷺ قال المسلم اذا سئل فی القبر یشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ فذالک قولہ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ''

حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جائے گا وہ گواہی دے گا اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یہ ہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مفہوم ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۶۸۲، مسلم ج ۲ ص ۳۸۶، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۰، نسائی ج ۱ ص ۲۲۴، مشکوٰۃ شریف ص ۲۴)

مسلم شریف کی روایت میں ہے: ''نزلت فی عذاب القبر'' کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ف: تمام مفسرین اور محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت عذاب قبر یعنی قبر کی زندگی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور فی الآخرۃ سے مراد عالم قبر ہے۔ واضح رہے کہ نکیرین کے سوالوں کے جواب میں ثابت قدم رہنے والے مؤمنین سے مراد روح اور جسد عنصری کا مجموعہ ہے اور پھسل جانے والے ظالمین سے مراد بھی روح اور جسد عنصری کا مجموعہ ہے۔

اس آیت کا تعلق عذاب قبر سے ہے۔ چند تفاسیر کے حوالے:

(تفسیر کبیر ج ۱۹ ص ۱۲۲، تفسیر طبری ج ۷ ص ۴۴۷، تفسیر بغوی ج ۳ ص ۲۷، تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۳۶۳، تفسیر البحر المحیط ج ۵ ص ۴۲۳، تفسیر ابی السعود ج ۵ ص ۴۴، تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۶۸، تفسیر خازن ج ۳ ص ۷۷، تفسیر کشاف ج ۲ ص ۳۰۲، تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۲۰۵، تفسیر مدارک للنسفی ج ۲ ص ۱۷۲، تفسیر معارف القرآن ج ۵ ص ۲۴۸، تفسیر انوار البیان ج ۵ ص ۱۵۱)

دوسری آیت: ''سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم'' ہم انہیں دہری سزا دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (ترجمہ از مولانا احمد علی لاہوری صاحب۔ التوبہ: ۱۰۱)

ف: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم منافقین کو دو دفعہ عذاب دیں گے تقریباً تمام مفسرین کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ مرتین سے ایک دنیا کا عذاب مراد ہے اور دوسرا قبر کا عذاب مراد ہے۔ ''ثم یردون الی عذاب عظیم'' سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔ پس یہ آیت بھی عذاب قبر یعنی قبر کی زندگی کی دلیل ہے چونکہ پہلا یعنی دنیاوی عذاب روح اور جسد دونوں پر وارد ہوا اور آخرت کا عذاب بھی روح اور جسد دونوں پر وارد ہوگا۔ اسی طرح قبر یعنی برزخ کا عذاب بھی روح اور جسد دونوں پر وارد ہوتا ہے۔ یہی اصول ہے اور یہی انصاف خداوندی کا تقاضہ ہے۔

اس آیت کا تعلق عذاب قبر سے ہے چند تفاسیر کے حوالے: (تفسیر کبیر ج ۱۵ ص ۱۷۳، تفسیر طبری ج ۶ ص ۴۵۶، تفسیر بغوی ج ۲ ص ۲۷۲، تفسیر قرطبی، ج ۸ ص ۲۴۱، تفسیر ابی السعود ج ۴ ص ۹۸، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۶۹۱، تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۸۹، تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۵۶، تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۷۰، تفسیر جلالین ص ۱۶۶، تفسیر مدارک للنسفی ج ۱ ص ۷۰۶، تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۱۲، تفسیر حقانی ج ۲ ص ۵۱۴، تفسیر جواہر القرآن ج ۲ ص ۵۲۴، تفسیر معارف القرآن ج ۴ ص ۴۵۱)

احادیث مبارکہ سے ثبوت

☆...... ''عن ابی ھریرۃ ان امرأۃ سوداء کانت تقم المسجد او شابا ففقدھا رسول اللہ ﷺ فسأل عنھا او عنہ فقالوا مات قال افلا کنتم اذنتمونی قال فکانھم صغروا امرھا او امرہ فقال دلونی علی قبرھا فدلوہ

فصلی علیھا ثم قال ان ھذہ القبور مملوءۃ ظلمۃ علی اھلھا و ان اللہ ینوّرھا لھم بصلاتی علیھم'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی عورت مسجد نبوی ﷺ کی صفائی کیا کرتی تھی یا جوان، جب آپ ﷺ نے اس کو گم پایا تو اس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ راوی کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے گویا یہ معمولی بات سمجھ کر آپ ﷺ کو تکلیف نہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قبر دکھلاؤ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قبر دکھلائی آپ ﷺ نے قبر پر نماز جنازہ ادا کی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بے شک یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اپنے مدفونین پر اللہ تعالیٰ میری نماز جنازہ ادا کرنے کی وجہ سے ان کو منور فرما دیتے ہیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۱۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۵)

ف: یہ حدیث قبر کی زندگی اور اس کی جزا اور سزا کی دلیل ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ان ہی قبور جن میں اجسام عنصریہ مدفون ہیں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ قبریں ظلمت اور اندھیروں سے پر ہوتی ہیں اور دعا و صلوٰۃ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو منور فرما دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قبروں میں مردوں کو اندھیروں سے تکلیف اور روشنی سے راحت نصیب ہوتی ہے۔ اگر میت میں رنج و راحت کا ادراک نہ ہو تو اس کے لئے اندھیرا اور اجالا یکساں ہوں گے۔ پھر تو حضور اکرم ﷺ کی دعا و صلوٰۃ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ معاذ اللہ! پس ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی دعا و صلوٰۃ کی برکت سے جب اندھیرا اجالے میں تبدیل ہوتا ہے تو قبروں میں پڑے اجساد عنصریہ کو راحت نصیب ہوتی ہے اور اندھیرا ان کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے یہ سب کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ ارواح کا اجساد عنصریہ سے تعلق ہوتا ہے۔

☆...... ''عن عائشۃ قالت دخلت عجوزان من عجز یھود المدینۃ فقالتا ان اھل القبور یعذبون فی قبورھم قالت فکذبتھما و لم انعم ان اصدقھما فخرجتا و دخل علیّ رسول اللہ ﷺ فقلت لہ یا رسول اللہ ان عجوزین من عجز یھود المدینۃ دخلتا علیّ فزعمتا ان اھل القبور یعذبون فی قبورھم فقال صدقتا انھم یعذبون عذابا تسمعہ البھائم ثم قالت فما رأیتہ بعد فی صلوٰۃ الا یتعوذ من عذاب القبر'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میرے پاس یہود مدینہ کی بوڑھیوں میں سے دو بوڑھیاں آئیں اور انہوں نے کہا کہ قبروں میں اہل قبور کو عذاب دیا جاتا ہے۔ میں نے ان کی بات کی تصدیق کرنا اچھا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلا دیا۔ پس وہ دونوں چلی گئیں اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہود مدینہ کی بوڑھیوں میں سے دو بوڑھیاں میرے پاس آئیں ان کا گمان ہے کہ قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ سچ کہتی ہیں یقیناً اہل قبور کو قبروں میں ایسا عذاب دیا جاتا ہے جس کو بہائم یعنی جانور چوپائے وغیرہ سنتے ہیں۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۴۲، مسلم ج ۱ ص ۲۱۷، مسند احمد ج ۷ ص ۶۸)

ف: اس حدیث میں ہے کہ عذاب قبر کی چیخ و پکار اور فریاد بہائم سنتے ہیں، بہائم یعنی چوپائے وغیرہ جانور یہاں ہیں۔ جہاں اجساد عنصریہ موجود ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ان زمینی قبروں میں اجساد عنصریہ کو عذاب ہوتا ہے جس کو اردگرد کے بہام سنتے ہیں۔ علیین اور سجین میں بہائم کا موجود ہونا ثابت نہیں ہے۔

☆...... ''عن ابن عباس قال مرّ النبی ﷺ علی قبرین فقال انھما لیعذبان و ما یعذبان من کبیر ثم قال بلٰی اما احدھما فکان یسعی بالنمیمۃ و اما احدھما فکان لا یستتر من بولہ قال ثم اخذ عوداً رطباً فکسرہ باثنین ثم غرز کل واحد منھما علی قبر ثم قال لعلہٗ یخفف عنھما مالم ییبسا'' (بخاری ج ۱ ص ۱۸۴، نسائی ج ۱ ص ۲۲۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیا جارہا بلکہ ایک چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی تازہ ٹہنی کو لے کر اس کے دو حصے کئے اور ہر ایک قبر پر ان کو گاڑ دیا اور فرمایا کہ شاید جب تک خشک نہیں ہوتیں عذاب میں تخفیف رہے۔

ف: حضور اکرم ﷺ کا گزر انہیں زمین والی قبروں پر ہوا جہاں اجساد عنصریہ مدفون تھے اور آپ ﷺ نے انہیں اجساد عنصریہ کو عذاب میں گرفتار دیکھا تو ان کے لئے دعا بھی فرمائی اور بطور علامت کے سبز ٹہنی بھی گاڑ دی۔ شاید جب تک یہ خشک نہیں ہوتی عذاب ہلکا ہو جائے۔ پس یہ حدیث جسد عنصری کی جزا سزا کے لئے نص قطعی ہے شاید کوئی شخص یہ سمجھے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ یعنی ایک وقتی چیز ہے جس کا ظہور کبھی کبھی ہوتا ہے۔ یہ دائمی عذاب نہیں ہے جوابا عرض ہے کہ یہاں دو مختلف امر ہیں۔ ایک عذاب کا ہونا اور دوسرا ہے اس ہونے والے عذاب کو دیکھنا اور اس کا مشاہدہ کرنا۔ امر اوّل یعنی عذاب کا ہونا معجزہ نہیں۔ امر ثانی یعنی عذاب کو دیکھنا اور اس کا مشاہدہ کرنا بے شک معجزہ ہے یعنی ان کو عذاب اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہو رہا ہے جیسا کہ حدیث میں وضاحت سے مذکور ہے۔ لیکن قبر کی کارروائی اور جزا وسزا ایک نظر نہ آنے والی چیز ہے۔ جس کو عام لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ یہ غیب اور برزخ کی چیز ہے۔ پس عام لوگوں کو نظر نہ آنے والی چیز کو آپ ﷺ کا دیکھ لینا ایک معجزہ ہے اور ہمارا استدلال عذاب ہونے سے ہے۔ عذاب دیکھنے سے نہیں۔ عذاب کا ہونا معجزہ نہیں بلکہ ضابطہ اور قانون ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عذاب کا ہونا وقتی چیز نہیں دائمی چیز ہے۔ جو آپ ﷺ کے دیکھنے سے پہلے بھی ہو رہا تھا اور اس کے بعد بھی ہوتا رہا۔ البتہ آپ ﷺ کا اس کو دیکھنا اور مشاہدہ کرنا ایک وقتی امر اور معجزہ ہے۔ ان دو امور میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا۔ ورنہ جس سے استدلال ہے وہ معجزہ نہیں اور جو معجزہ ہے اس سے استدلال نہیں۔

☆...... ''عن زید بن ثابت قال بینا رسول اللہ ﷺ فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقیه واذا اقبر ستة او خمسة فقال من یعرف اصحاب هذه الاقبر قال رجل انا قال فمتی ماتوا قال فی الشرک فقال ان هذه الامة تبتلی فی قبورها فلولا ان لا تدافنوا الدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه ثم اقبل علینا بوجهه فقال تعوذوا باللہ من عذاب القبر قال نعوذ باللہ من عذاب القبر '' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے باغ میں تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اچانک آپ ﷺ کا خچر بدکا اور قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرادے وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان قبروں والوں کو کون پہچانتا ہے۔ ایک شخص نے کہا میں پہچانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ کب مرے تھے۔ اس نے کہا شرک کی حالت میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یقیناً اس امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا کہ وہ تمہیں سب کچھ سنادے جو میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ ہم نے قبر کے عذاب سے پناہ مانگی۔ (مشکوٰۃ ص ۲۵ مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

ف: اس صحیح اور صریح حدیث کا ایک ایک جملہ بتاتا ہے کہ قبر میں مدفون جسد عنصری بہ تعلق روح ہر جزا وسزا اور رنج وراحت میں شریک اور سہیم ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور

آپ ﷺ کے خچر کا گزرانہیں قبروں سے ہوا جن میں اجساد عنصریہ مدفون ہیں اوران کے عذاب کو دیکھ کر خچر بدکا پھر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں اگر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قبروں میں ہوتا ہوا عذاب دکھادیں تو تم مردے کو دفن کرنا بھی چھوڑ دو گے۔ یہ دلالت کرتا ہے کہ انہی قبروں میں عذاب ہوتا ہے جن میں اجساد عنصریہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ اگر ان قبروں میں عذاب نہ ہوتا تو آپ ﷺ یہ بات نہ فرماتے کہ ڈر ہے تم مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ اس حدیث کو علیین اور سجین پر چسپاں بھی نہیں کیا جاسکتا اوراسی طرح معجزہ کہہ کر گلو خلاصی بھی مشکل ہے۔ کیونکہ قبر میں ہوتے ہوئے عذاب کو دیکھنا تو معجزہ ہے لیکن عذاب کا ہونا معجزہ نہیں ہے کیونکہ عذاب تو ان کو شرک کرنے کی وجہ سے تھا اور ہمیشہ مجرموں اور نافرمانوں کو قبر میں عذاب ہوتا رہتا ہے۔ لیکن عامۃ الناس کو نظر نہیں آتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا نبی دیکھے تو معجزہ اور اگر ولی دیکھے تو کرامت اور کوئی دیکھے تو درس عبرت ہے۔ لیکن استدلال دیکھنے سے نہیں بلکہ عذاب ہونے سے ہے۔ بہر حال یہ حدیث حیات قبر اور عذاب قبر کی بڑی وزنی دلیل ہے۔

☆...... ''عن ابی سعید خدری یقول قال رسول اللہ ﷺ اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحة قالت قدمونی قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت یاویلها این تذهبون بها یسمع صوتها کل شئی الا الانسان ولو سمعها الانسان لصعق''

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۴، مشکوۃ ص ۱۴۴، نسائی شریف ج ۱ ص ۲۱۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت کو (چارپائی پر) رکھا جاتا ہے اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے چلتے ہیں۔ پس اگر وہ نیک ہے تو کہتی ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر غیر صالح ہے تو کہتی ہے ہائے میری ہلاکت مجھے کہاں لے جارہے ہو۔ اس کی یہ آواز سوائے انسان کے ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔

ف: اس صحیح اور صریح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جسد عنصری برزخ وقبر کی جزاوسزا میں شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جسد عنصری جس کو لوگوں نے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے اگر نیک صالح ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر غیر صالح ہے تو فریاد کرتا ہے ہائے میری ہلاکت مجھے کہاں لے جارہے ہو۔ پس نیک صالح کو اپنا انجام انجام خیر اور جزائے خیر نظر آتی ہے اس لئے پیش قدمی کا حکم کرتا ہے غیر صالح کو اپنا انجام بد اور سزا نظر آتی ہے جس کی وجہ سے فریاد کرتا ہے باقی مردے کا چارپائی پر کلام کرنا زبان قال سے ہے نہ کہ زبان حال سے۔ کیونکہ حدیث میں یسمع صوتها اور صوت زبان قال کی ہوتی ہے نہ کہ زبان حال کی۔ اسی طرح سماع زبان قال کا ہوتا ہے نہ کہ زبان حال کا نیز حدیث میں ہے کہ اس کی آواز سوائے انسان کے ہر شئی سنتی ہے۔ حالانکہ زبان حال یعنی میت کی حالت کو تو انسان محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ شعور کامل رکھتا ہے اور دوسری چیزیں سنتی ہیں۔ لہٰذا وہ زبان قال ہی ہے جو اللہ تعالیٰ انسان کو نہیں سناتا کیونکہ یہ برداشت نہ کر سکے گا اور بے ہوش ہو جائے گا۔ اسی لئے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے۔ ''باب کلام المیت وهو علی الجنازة'' یعنی مردے کا چارپائی پر کلام کرنا اگر مردہ کا کلام کرنا زبان حال سے بھی ہو تب بھی اہلسنت کا مدعا ثابت ہے۔ کیونکہ زبان حال کا مطلب یہ ہے نیک صالح بندے کی حالت خوشی پر دلالت کرتی ہے اور یہی اہلسنت والجماعت کا مدعا اور عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد جو خوشی وغمی، جزاوسزا آدمی کو ملتی ہے اس میں جسد عنصری شریک وسہیم ہوتا ہے اور یہ حدیث اس عقیدہ پر نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆...... ”عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولّی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان ما کنت تقول فی ھذا الرجل لمحمد ﷺ فاما المومن فیقول اشھد انہ عبداللہ و رسولہ فیقال لہ انظر الی مقعدک من النار قد ابدلک اللہ بہ مقعداً من الجنۃ فیراھما جمیعاً انہ یفسح لہ فی قبرہ واما المنافق او الکافر فیقال لہ ما کنت تقول فی ھذا الرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولاتلیت ویضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ غیر الثقلین“ (بخاری ج۱ ص ۱۸۴، نسائی ج۱ ص ۲۲۳، مشکوٰۃ ص ۲۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے دفن کرنے والے ساتھی واپس لوٹتے ہیں یقیناً وہ ان کے قدموں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اس کو بٹھلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتا ہے سو مومن کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پس اسے کہا جاتا ہے تو اپنا آگ کا ٹھکانہ دیکھ لے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں جنت کا ٹھکانہ عطاء فرمایا ہے۔ پس وہ دونوں مقاموں کو دیکھتا ہے لیکن منافق اور کافر۔ پس اسے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے پس وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا جس طرح لوگ کہتے تھے میں بھی اسی طرح کہتا تھا۔ پس اسے کہا جاتا ہے نہ تو نے جانا اور نہ تو نے پڑھا اور لوہے کے ہتھوڑوں سے اسے ایسا مارا جاتا ہے کہ وہ چیخیں مارتا ہے اور اس کی چیخ و پکار جن وانس کے علاوہ اردگرد کے جانور سنتے ہیں۔

ف: اس صحیح اور صریح حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس جسد عنصری کو لوگ قبر ارضی میں دفن کر کے واپس ہوتے ہیں۔ ابھی وہ ان کے جوتوں کے آہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے نکیرین آتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں اور اس کے ایمان وعمل کے مطابق اس کو جزا یا سزا دیتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جسد عنصری جزا وسزا میں شریک ہوتا ہے اور یہی اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

☆...... ”عن ابی ایوب قال خرج رسول اللہ ﷺ بعدما غربت الشمس فسمع صوتا فقال یھود تعذب فی قبورھا“ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ غروب شمس کے بعد باہر تشریف لائے اور آواز سنی پس فرمایا یہودیوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ (بخاری ج۱ ص ۱۸۴، مسلم ج۲ ص ۳۸۶)

ف: ظاہر ہے کہ جن قبروں میں یہودیوں کے اجساد عنصریہ مدفون تھے وہاں سے آپ ﷺ نے عذاب کی آواز سنی اور یہ فرمایا کہ یہودیوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث بھی عذاب قبر یعنی حیات قبر کی دلیل ہے۔

عالم برزخ میں راحت یا عذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے اس پر عقلی دلیل

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”میں چار سال کا تھا کہ میں نے اپنے علاقہ کشمیر میں دو آدمیوں کو عذاب کے بارے میں کلام کرتے سنا کیا عذاب جسم کو ہوتا ہے یا روح کو ان دونوں کی رائے اس پر ٹھہری کہ عذاب دونوں کو ہوتا، پھر دونوں نے اس کی مثال بیان کی وہ اس طرح کہ جسم اور روح کی ایسی ہی مثال ہے جیسے اندھا اور لنگڑا جو دونوں ایک باغ میں گئے تاکہ وہاں سے پھل چنیں لیکن اندھا دیکھنے سے عاجز تھا اور لنگڑا (کھڑا ہو کر) پھل چننے سے قاصر تھا۔ دونوں نے آپس میں اس بارے میں مشورہ کیا اور لنگڑا اندھے (کے کندھے) پر سوار ہو گیا، اندھا

اس کو درختوں کی طرف لے جاتا اور لنگڑا پھل دیکھ کر چن لیتا۔ یہی حال ہے بدن کا روح کے ساتھ کیونکہ بدن روح کے بغیر جماد ہے اس میں کوئی حرکت نہیں اور روح بغیر بدن کے افعال سے معطل ہے۔ اس لئے ایک کو دوسرے کی حاجت ہے جب بدن اور روح کسب میں دونوں شریک ہیں تو اجر یا گناہ میں بھی شریک ہیں۔ پینتیس برس گزرنے کے بعد میں نے یہی بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے تفسیر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھی جوان دو آدمیوں نے اپنے فطری ذوق سے کہی تھی تو دیکھ لے کیا ایسی چیز ارسطاطالیس وغیرہ (یونانی حکماء) سے ممکن ہے ہرگز نہیں پھر ہرگز نہیں۔'' (فیض الباری ج ۴ ص ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غضب کی ذہانت اور حافظہ عطاء فرمایا تھا۔ گویا یہ واقعہ انہوں نے چار سال کی عمر میں سنا لیکن بخاری پڑھاتے وقت وہ علم کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطہ زن تھے۔ لہٰذا اس مبنی برحقیقت واقعہ سے پہلو تہی کرنا عقلاء کے شان کے خلاف ہے۔ یہ واقعہ تفسیر قرطبی کے علاوہ تفسیر درمنثور (ج ۵ ص ۳۲۸) اور (کتاب الروح ص ۲۲۷) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (ماخوذ عن تسکین الصدور ص ۱۹۹)

<u>اعتراض</u>: جس میت کو جلا دیا جاتا ہے یا جانور کھا جاتے ہیں اس کو عذاب قبر کیسے ہوتا ہے؟

<u>پہلا جواب</u>: اگر عذاب ہم نے دینا ہے پھر تو بہت ہی مشکل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے دینا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔ ان اللہ علی کل شئ قدیر!

<u>دوسرا جواب</u>: صحاح ستہ کی مرکزی کتابوں میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف الفاظ کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے گناہوں کی وجہ سے اپنے نفس پر بڑی زیادتی کی تھی جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو تم مجھے جلا کر میری راکھ کو خوب پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگی کی تو وہ مجھے ایسی سزا دے گا جو اور کسی کو اس نے نہیں دی۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس سے یہی کارروائی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ''اجمعی ما فیک منہ'' کہ اس کے تمام ذرات کو جمع کر دے سو اس نے ایسا ہی کیا جب وہ جمع کر دیا گیا تو وہ آدمی تھا جو کھڑا کر دیا گیا۔ فرمایا کہ یہ کارروائی تو نے کیوں کی؟ اس نے جواب دیا ''مخافتک یا ربی'' اے میرے رب تیرے خوف سے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۵ واللفظ لہ ومسلم ج ۲ ص ۳۵۶)

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اس نے کہا کہ میری راکھ کا آدھا حصہ خشکی میں اور آدھا دریا میں بکھیر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دیکھئے (بخاری ج ۲ ص ۱۱۱۷ ومسلم ج ۲ ص ۳۵۶) اسی مفہوم کی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (مسند احمد ج ۳ ص ۷۷) میں بھی ہے۔ اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ پروردگار کو اس امر پر قدرت کاملہ ہے کہ وہ راکھ کے ذرات کو بحر و بر سے جمع کر کے اس سے بھلا چنگا آدمی اور انسان بنا دے اور پھر اس سے سوال کرے۔ ہاں! جو شخص اللہ تعالیٰ کی قدرت کو تسلیم نہیں کرتا یا معاذ اللہ اس کی قدرت کو محدود مانتا ہے تو اس کے لئے یہ بات تسلیم کرنی بڑی ہی مشکل ہے۔

<u>تیسرا جواب</u>: معدہ اور انتڑیوں میں بہت سارے کیڑے موجود ہیں اور لامحالہ ان کو راحت والم بھی ہوتا ہے۔ لیکن آدمی کو محسوس تک نہیں ہوتا۔

حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون پر اعتراضات وجوابات

اہلسنت والجماعت کے جملہ دلائل میں سے ایک دلیل حدیث: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' بھی ہے۔ جس پر منکرین حیات فی القبر چند اعتراضات کرتے ہیں، مناسب معلوم ہوا کہ اس کا مدلل جواب قارئین کے پیش نظر رہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

''حدثنا ابو الجھم الازرق بن علی حدثنا یحیی بن ابی بکیر حدثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالک قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

(مسند ابی یعلی الموصلی ج ۳ ص ۲۱۶ واللفظ لہ، حیاۃ الانبیاء للبیہقی ص ۳)

اس حدیث رسول ﷺ پر مندرجہ ذیل دو بنیادی اعتراضات کئے گئے ہیں:

۱...... علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

۲...... یہ حدیث قرآن کی نص قطعی ''واعبد ربک حتی یأتیک الیقین'' کے خلاف ہے۔

پہلا اعتراض اور اس کا جواب

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حجاج بن الاسود ثابت البنانی نکرۃ ما روی عنہ فیما اعلم سوی مستلم بن سعید فاتی بخبر منکر عنہ عن انس فی الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ رواہ البیھقی'' حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں مگر وہ مجہول ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق مستلم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ان سے کسی نے روایت نہیں کی اور اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک منکر روایت بیان کی ہے وہ یہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴۶۰)

اسی اعتراض کو مندرجہ ذیل منکرین حیات فی القبر نے نقل کیا ہے:

☆...... سید مولانا محمد حسین نیلوی صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا (ندائے حق ج ۲ ص ۳۲)

☆...... مولانا سجاد بخاری صاحب سابق مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن (اقامۃ البرہان ص ۲۵۰)

☆...... مولانا شیر محمد صاحب (آئینہ تسکین الصدور ص ۴۱)

☆...... مولانا شہاب الدین صاحب خالدی (عقائد علمائے اسلام ص ۷۶)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کی تین شقیں بنتی ہیں اور تیسری شق پہلی دو شقوں کا نتیجہ ہے۔ جب پہلی دو شقیں باطل ہو جائیں گی تو تیسری شق خود بخود باطل ہو جائے گی۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کی تینوں شقیں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کی تین شقیں

۱...... ''حجاج بن الاسود عن ثابت البنانی نکرۃ'' حجاج بن الاسود ثابت بنانی سے روایت کرتے ہیں مگر وہ مجہول ہیں۔

۲...... ''ما روی عنہ فیما اعلم سوی مستلم بن سعید'' ہمارے علم کے مطابق مستلم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ان کے کسی نے روایت نہیں کی۔

۳...... "فاتی بخبر منکر عنه عن انس فی الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ رواہ البیھقی" اور اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک منکر روایت بیان کی ہے وہ یہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز یں پڑھتے ہیں۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔

پہلی شق کا جواب حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کو نقل کر کے اس کا جواب یوں تحریر فرمایا ہے:

☆...... "قال احمد ثقة ورجل صالح" امام احمد نے ان کو ثقہ اور مرد صالح کہا ہے۔

☆...... "وقال ابن معین ثقة" یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

☆...... "وقال ابو حاتم صالح الحدیث" ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو صالح الحدیث کہا ہے۔

☆...... "وذکرہ ابن حبان فی الثقات" ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ ص ۱۷۵)

جب ائمہ جرح وتعدیل اور چوٹی کے محدثین نے حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ اور مرد صالح کہا ہے تو پھر ان کو مجہول کیسے کہا جا سکتا ہے۔

نیلوی شاہ صاحب کا اعتراف لکھتے ہیں: "علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا نکرہ کہہ کر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ ثقہ نہیں۔" (ندائے حق ج ۲ ص ۳۷)

لہٰذا اعتراض کی شق اوّل باطل اور مردود ثابت ہوگئی۔

دوسری شق کا جواب حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے: "وعنه جریر بن حازم وحماد بن سلمه وروح بن عباد وآخرون، عیسی بن یونس" حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ سے جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ، حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ، روح بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات بھی روایت کرتے ہیں ان میں سے عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔(لسان المیزان ج ۲ ص ۱۷۵)

حافظ ابن حبان رضی اللہ عنہ بھی اسی بات کو لکھتے ہیں: "روی عنه عیسی ابن یونس وجریر بن حازم وھو الذی یحدث عنه حماد بن سلمة ویقول حدثنا حجاج بن الاسود" حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ سے عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے۔ (کتاب الثقات ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ج ۶ ص ۲۰۲)

لہٰذا علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعتراض بھی ختم ہوگیا کہ ہمارے علم کے مطابق حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ سے مستلم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ہی روایت کی ہے۔غرضیکہ اصول حدیث کی رو سے نہ تو یہ راوی مجہول الحال ہے اور نہ مجہول العین۔اس لئے ایسے اعتراضات کی کوئی وقعت نہیں۔لہٰذا جب علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کی پہلی دو شقیں باطل ہوگئیں تو تیسری شق کہ "یہ روایت منکر ہے" خودبخود باطل ہوجائے گی۔اس لئے کہ تیسری شق پہلی دو شقوں کا نتیجہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ منکر کی تعریف اس حدیث پر منطبق نہیں ہوتی۔اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ منکر کی تعریف بھی قارئین کے پیش نظر رہے۔

منکر کی تعریف محدثین کی اصطلاح میں

علامہ خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہ حدیث ہے جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعت ثقات کے مخالف روایت کرے۔ (خیر الاصول فی حدیث الرسول ص ۵)

یہی تعریف مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

☆ ...... ''نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر للحافظ ابن حجر'' (ص ۵۰)

☆ ...... ''تدریب الراوی للسیوطی'' (ص ۲۰۰)

☆ ...... ''شرح شرح نخبۃ الفکر للملا علی قاری'' (ص ۳۴۷)

☆ ...... ''قواعد فی علوم الحدیث للعلامۃ ظفر احمد عثمانی'' (ص ۴۲)

جب حجاج بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ ثقہ راوی ہیں ضعیف نہیں اور پھر اس نے کسی ثقہ یا ثقہ تر اور اوثق کی مخالفت بھی نہیں کی تو ان کی روایت اصول حدیث کے اعتبار سے منکر نہیں ہوسکتی۔ جب منکرین حیات فی القبر کو یقین ہوگیا کہ ہم اس حدیث کو منکر ثابت نہیں کر سکتے تو انہوں نے اس روایت کو شاذ کہنا شروع کر دیا۔

نیلوی شاہ صاحب لکھتے ہیں: کیونکہ اصول حدیث کی رو سے شاذ پر بھی منکر بولا جاتا ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا نکرہ کہہ کر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حجاج بن اسود رحمۃ اللہ علیہ ثقہ نہیں بلکہ نکرہ کہہ کر ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ ثقہ ہوکر اپنے سے بڑے ثقہ کے خلاف روایت کرتا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث منکر یعنی شاذ ہے۔ (ندائے حق ج ۲ ص ۳۷)

اسی طرح کا مفہوم سجاد بخاری صاحب کی (اقامۃ البرہان ص ۲۵۲) میں ہے اور مولانا شہاب الدین خالدی صاحب کی (عقائد علمائے اسلام ص ۹۷) میں ہے۔ اسی لئے مناسب معلوم ہوا کہ شاذ کی تعریف بھی قارئین کے مدنظر رہے۔

حدیث شاذ کی تعریف محدثین کی اصطلاح میں

علامہ خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لکھتے ہیں: ''شاذ وہ ہے جس کا راوی خود ثقہ ہو مگر ایک ایسی جماعت کی مخالفت کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔'' (خیر الاصول فی حدیث الرسول ص ۵)

یہی تعریف مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے:

☆ ...... ''نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر للحافظ ابن حجر'' (ص ۴۹)

☆ ...... ''تدریب الراوی للسیوطی'' (ص ۱۹۶)

☆ ...... ''شرح شرح نخبۃ الفکر للملا علی قاری'' (ص ۳۳۶)

☆ ...... ''قواعد فی علوم الحدیث للعلامۃ ظفر احمد عثمانی'' (ص ۴۲)

منکرین حیاۃ فی القبر پر لازم تھا کہ وہ مذکورہ حدیث پر شاذ کی تعریف کو منطبق کر کے اس کا شاذ ہونا ثابت کرتے۔ اپنی اس کوشش میں انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حدیث ''الانبیاء احیاء الخ'' کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث کے خلاف ہے۔ دیکھئے

(ندائے حق ص ۳۳، اقامۃ البرہان ص ۲۵۳، عقائد علمائے اسلام ص ۷۹)

"حماد بن سلمة عن ثابت بنانی و سلیمان التیمی عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال اتیت وفی روایة مررت علی موسی لیلة اسری بی عندالکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ" حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ، ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا جو سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۸)

حالانکہ حدیث "الانبیاء احیاء" الخ! اور مذکورہ صحیح مسلم والی حدیث کے مخالف اور منافی نہیں۔ البتہ ایک دوسرے کی مؤید اور شاہد ضرور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مندرجہ ذیل علماء کرام نے مسلم شریف والی حدیث کو مسند ابی یعلی والی حدیث کا شاہد قرار دیا ہے۔ مثلاً:

☆...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲، القول البدیع ص ۱۲۶)

☆...... علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (القول البدیع ص ۱۲۶)

☆...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹)

خلاصہ کلام

حدیث: "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" پر نہ منکر کی اصطلاحی تعریف صادق آتی ہے اور نہ ہی شاذ کی اصطلاحی تعریف صادق آتی ہے اور اصطلاحات میں اعتبار اکثر استعمال کا ہوتا ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں: "العبرة فی الاصطلاح للاغلب" اصطلاحات میں اعتبار اکثر استعمال کا ہوتا ہے۔
(شرح شرح نخبۃ الفکر للملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۴۲)

باقی رہا علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نقاد کا اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کا اس روایت کو منکر کہنا کیا ان حضرات کو منکر اور شاذ کی تعریف نہیں آتی تھی؟ کیا وہ اصول حدیث سے واقف نہیں تھے؟ ہم ان کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کیوں کریں۔ وغیرہ وغیرہ! تقریباً یہی بات تمام منکرین حیات النبی ﷺ کی زبان اور قلم سے صادر ہوئی ہے۔
(ندائے حق ص ۳۵، اقامۃ البرہان ص ۲۵۲، عقائد علمائے اسلام ص ۶۷)

اس اشکال کو مولانا شیر محمد صاحب نے خود ہی حل کر دیا۔ "جس روایت کا راوی اس متن کے روایت کرنے میں بالکل تنہا ہو کسی دوسرے راوی نے اس متین حدیث کو روایت نہ کیا ہو اس کو بھی منکر اور غیر معروف کہتے ہیں۔" (آئینہ تسکین الصدور ص ۴۷)

مولانا شیر محمد صاحب نے اس مذکورہ بات کی دلیل میں دو مثالیں حدیث کی پیش کی ہیں۔ جن میں سے ایک پر یوں تبصرہ کرتے ہیں۔ "پہلی مثال میں متدرک کی روایت کو چونکہ صرف ابوالازہر رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتا ہے اور کوئی دوسرا راوی اس کو بیان نہیں کرتا۔ اس وجہ سے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس کے رواۃ سب ثقہ ہیں۔ یہی حال اس حدیث "الانبیاء احیاء فی قبورھم" کا ہے۔ (آئینہ تسکین الصدور ص ۴۸)

محترم قارئین! ایسی حدیث کو محدثین کی اصطلاح میں حدیث غریب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی لئے مناسب معلوم ہوا کہ حدیث غریب کی اصطلاحی تعریف بھی قارئین کے پیش نظر رہے۔

حدیث غریب کی تعریف محدثین کی اصطلاح میں

علامہ خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لکھتے ہیں: ''غریب وہ حدیث ہے جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو۔'' (خیر الاصول فی حدیث الرسول ص ۴)

یہی تعریف مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

☆...... ''نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر للحافظ ابن حجر'' (ص ۲۱)

☆...... ''تدریب الراوی للسیوطی'' (ج ۲ ص ۱۲۶)

☆...... ''شرح شرح نخبۃ الفکر للملاعلی قاری'' (ص ۲۰۸)

☆...... ''قواعد فی علوم الحدیث للعلامۃ ظفر احمد عثمانی'' (ص ۳۲)

غرابت صحت کے منافی نہیں ہے

مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ان الغرابۃ لاتنافی الصحۃ ویجوز ان یکون الحدیث صحیحاً غریباً'' بلاشک غرابت صحت کے منافی نہیں ہے اور جائز ہے کہ حدیث صحیح غریب ہو۔ (مقدمہ مشکوٰۃ شریف ص ۶)

نیلوی شاہ صاحب کا اعتراف

''اور نری وحدت راوی مضر نہیں اور نہ یہ جرح ہے۔'' ''وحدۃ الراوی لیس بجرح عندنا''

(فواتح الرحموت ج ۱ ص ۵ ۴۳، ندائے حق ص ۱۸۴)

علامہ شیر محمد صاحب کے بقول علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ غریب احادیث کو منکر کہہ دیا کرتے ہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ غرابت صحت کے منافی نہیں۔ لہٰذا اس روایت پر اصول حدیث کی رو سے کوئی ایسا اعتراض وارد نہیں ہوتا جو اس کی صحت اور اس کے قابل احتجاج ہونے پر اثر انداز ہو یہی وجہ ہے کہ ساری امت اس کے مفہوم پر متفق ہے اور اس کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور علماء کی اکثریت نے اس حدیث کی تصحیح وتحسین کی ہے اور بطور استدلال کے پیش کیا ہے۔

مندرجہ ذیل علماء کرام اس حدیث کی تصحیح وتحسین کرتے ہیں:

☆......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲
☆......حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲
☆......علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری
☆......علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ انباء الاذکیاء
☆......علامہ شمس الدین سخاوی القول البدیع ص ۱۲۵
☆......علامہ ہیثمی مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱
☆......علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام ص ۱۳۴
☆......علامہ سید سمہودی وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۵
☆......ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات ج ۲ ص ۲۱۲
☆......علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴
☆......علامہ عبدالرؤف مناوی فیض القدیر ج ۳ ص ۸۴
☆......شیخ احمد محمد الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۹۹
☆......علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۳
☆......علامہ ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ الصارم المنکی ص ۱۶۸
☆......علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۶
☆......قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۲۲۴

☆.....امام محمد بن عبدالوہاب زرقانی شرح المواہب ج ۵ ص ۳۳۴ ☆.....قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴
☆.....علامہ محمد یوسف اردبیلی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الانوار ج ۲ ص ۴۱ ☆.....شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین ص ۲۸
☆.....شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۱۲۰ ☆.....شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب ص ۱۸۰
☆.....نواب قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مظاہر حق ج ۱ ص ۴۴۵ ☆.....حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات دفتر ۲ ص ۲۹
☆.....مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بذل المجہود ج ۳ ص ۳۰۷ ☆.....مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب ص ۱۸۳
☆.....مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فیض الباری ج ۲ ص ۶۴ ☆.....شیخ الحدیث مولانا زکریا فضائل درود ص ۳۷
☆.....علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹ ☆.....قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب تسکین القلوب ص ۷۰
(ماخوذ عن تسکین الصدور ص ۲۲۰، علمائے دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی ص ۱۲۱)

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: مذکورہ حدیث ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' قرآن مجید کی نص قطعی ''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' کہ عبادت کر اپنے رب کی موت تک، کے خلاف ہے۔

جواب: عبادت کی دو قسمیں ہیں ''تکلیفاً او تلذذاً'' تکلیفاً کا تعلق تو صرف عالم دنیا سے ہے اور تلذذاً کا تعلق عالم آخرت سے بھی ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بیہقی وغیرہ نے حدیث انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ کذا فی المواہب اور یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لئے ہے اور یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے۔ الخ!''
(نشر الطیب ص ۲۱۱ طبع جید برقی پریس دہلی)

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عبادت کی اس مذکورہ تقسیم کو بیان کیا ہے۔ (تفسیر خازن ج ۳ ص ۴۰۶ بحث سورۃ السجدہ) نیلوی شاہ صاحب! مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: اسی وجہ سے انبیاء و مرسلین اور بعض عباد صالحین کو بطور تکلیف نہیں بلکہ بطور لذت و فرحت قبر و عالم برزخ میں عبادت مثلاً نماز اور حج اور تلاوت قرآن کی اجازت دی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے قبر میں موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (ندائے حق ج ۱ ص ۸۹)

اس کی پہلی مثال یوں سمجھئے کہ جس طرح حضور ﷺ قرآن شریف کی تلاوت کے مکلف ہیں صرف عالم دنیا میں لیکن اس کے باوجود جنتیوں کو جنت میں سورۃ یٰسین تلاوت کر کے سنائیں گے۔ جنت میں حضور ﷺ کا سورۃ یٰسین کی تلاوت کرنا بطور تلذذ کے ہوگا نہ کہ بطور تکلیف کے۔ اس کی دوسری مثال: جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے مکلف ہیں صرف عالم دنیا میں۔ لیکن جب ہم جنت میں جائیں گے، جنت میں جا کر بھی تسبیح و تحمید کریں گے جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے۔ ''وقالو الحمدللہ الذی اذھب عنا الحزن (فاطر: ۳۳ تا ۳۵)'' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے ہمیشہ کے لئے ہر قسم کا رنج و غم دور کر دیا۔

اور جس کا ذکر حدیث میں یوں آیا ہے: ''یلھمون التسبیح و التحمید کما یلھمون النفس'' جنتیوں کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اس طرح جاری ہوگی جس طرح کہ وہ سانس لیتے ہیں۔ (مسلم باب فی صفات الجنۃ رقم ۷۱۶۲)

منکرین حیات النبی ﷺ کے چند ضمنی اعتراضات

اعتراض: یہ مذکورہ حدیث متواتر کیسے ہے؟

مذکورہ حدیث کوتواتر طبقہ اورتواتر توارث کا شرف حاصل ہے:

☆...... شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی لکھتے ہیں: اہل علم جانتے ہیں کہ تواتر کی کئی اقسام ہیں۔ تواتر لفظی، تواتر معنوی، تواتر طبقہ اور تواتر توارث وغیرہ گو اس حدیث کے الفاظ اور اسناد متواتر نہیں لیکن تواتر طبقہ اور تواتر توارث کا شرف اس کو حاصل ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۴۴)

(تواتر کی یہ اقسام فیض الباری، العرف الشذی للعلامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں موجود ہے)

مندرجہ ذیل علماء کرام نے بھی اس حدیث کو متواتر کہا ہے:

☆...... علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (الکلم المتناثر من الحدیث المتواتر کذا فی شرح البوسنوی ص ۴ طبع مصر)

☆...... علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المنحۃ الوہبیہ ص ۱۱ طبع استنبول)

مولانا شیر محمد صاحب لکھتے ہیں: ''جب محترم (مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ) صاحب کی اپنی تحقیق یہ ہے کہ طبقہ ثالثہ کی روایتوں کو محدثین ہرگز قبول نہیں کرتے۔ نہ عقیدہ میں نہ عمل میں تو مولانا صاحب اس حدیث کو لائے ہی کیوں؟ (آئینہ تسکین الصدور ص ۴۴)

اس کا جواب امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی:

وہ لکھتے ہیں طبقہ ثالثہ کی روایات کے رد کے متعلق چار وجوہ یہاں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ حجت نہیں۔ (۲) باب عقیدہ میں خبر واحد صحیح معتبر نہیں۔ (۳) حضرات فقہائے کرام کے ہاں اس طبقہ کی اکثر (نہ کہ کل) احادیث معمول بہا نہیں۔ (۴) بلکہ ان کے خلاف اجماع منعقد ہے۔

اور ہم نے اس طبقہ کی جس روایت سے استدلال کیا ہے اس سے مذکورہ خرابیوں میں سے کوئی بھی لازم نہیں آتی۔ اوّلاً تو اس لئے تمام حضرات فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہ عندالقبر صلوٰۃ والسلام کے قائل ہیں۔ ان میں کوئی منکر نہیں۔ وثانیاً اس پر اجماع واتفاق واقع ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع جید برقی پریس دہلی)

اور حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''کیونکہ روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلاواسطہ حضور ﷺ پر پیش ہوتا ہے اور آپ ﷺ اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں۔'' (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۱۰)

بلکہ اس مسئلہ پر اتفاق واجماع کا اقرار جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے بزرگوں کو بھی ہے۔ چنانچہ ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء (ص ۱۸، ۱۹) میں ہے۔ ''باقی رہا آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ والسلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا۔ جیسا کہ آج سے تقریباً تین سال پہلے ماہنامہ (تعلیم القرآن شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء) اور پھر اس کے بعد شمارہ ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں دوسرے فریق (جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ) کے اس بارے مسلک کی صراحت موجود ہے۔ البتہ اس فریق کے بعض حضرات جن

میں سے حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ عند القبر سماع صلوٰۃ والسلام کے دوام اور ہمہ وقتی ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ الّا خرق العادۃ الخ بلفظہ!

محترم پوری امت میں از شرق تا غرب از شمال تا جنوب، پہلے شخص جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب ہیں جو عند القبر صلوٰۃ وسلام کے سماع کے منکر ہیں۔ غرضیکہ ہم نے طبقہ ثالثہ کی روایت جو حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ کے نزدیک جید اور صحیح ہے۔ اس مسئلہ میں پیش کی ہے جس پر امت کا اجماع واتفاق ہے اور ظاہر امر ہے کہ امت مرحومہ کا اتفاق واجماع قرآن کریم اور صحیح حدیث کے خلاف کبھی نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور طبقہ ثالثہ کی روایت سے ہم نے استدلال کا وہاں انکار کیا ہے جہاں نصوص قرآنیہ اور عقائد سے تصادم ہو اور اجماع فقہاء اس کے خلاف ہو اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر کوئی جاہل یا متعصب اس واضح فرق کو نظر انداز کرتا ہے تو بتلایئے کہ ہمارے پاس اس کا کیا علاج ہے؟ الخ! (المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور ص ۹۷)

شیخ الحدیث رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں۔ ہاں! اگر خبر واحد اجماع اور تلقی امت بالقبول سے مؤید ہو جائے جیسے یہ مذکور حدیث: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' ہے تو بات جدا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۲۴)

جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کا یہ کہنا کہ اس روایت کو صحاح ستہ میں جگہ نہ ملی۔ کیونکہ یہ روایت قرآن پاک کے مضمون کے خلاف ہے۔ صحاح ستہ صحیح احادیث کا ایک معتبر ذخیرہ ہے لیکن ہر صحیح حدیث کا صحاح ستہ میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ آئمہ احادیث نے اپنی شرائط کے مطابق کتب احادیث ترتیب دی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''احفظ مائۃ الف حدیث صحیح'' مجھے ایک لاکھ احادیث یاد ہیں۔ (تدریب بحوالہ حجیت حدیث)

حالانکہ صحیح بخاری میں تقریباً چار ہزار حدیثیں ہیں۔ لہٰذا یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح بخاری کے علاوہ تمام احادیث غلط اور غیر صحیح ہیں۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کا کہنا ہے: ''ماترکت من صحاح اکثر'' (تدریب بحوالہ حجیت حدیث)

اسی طرح دیگر ائمہ احادیث کو بہت سی صحیح احادیث یاد تھیں لیکن وہ اپنی کتب ترتیب دیتے وقت ہر صحیح حدیث کو اپنی ترتیب شدہ کتب میں نہ لکھ سکے۔ اسی طرح بہت سی صحیح احادیث صحاح ستہ میں نہ ہونے کے باوجود دیگر کتب احادیث میں ہیں جنہیں محدثین رحمہم اللہ صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ علماء اسمائے رجال رحمہم اللہ ان کے صحیح ہونے کو تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کو جمہور محدثین صحیح تسلیم کرتے۔ ابویعلی کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

روح کا اعادہ قبر میں بندے کی طرف برحق ہے

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت'' اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وعدہ مقرر تک۔ (سورۃ الزمر: ترجمہ از حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ)

فیمسک کے لفظ سے نفی اعادہ روح الی الجسد کے استدلال کا جواب، نحویوں کا قانون

جملہ فعلیہ دوام، استمرار پر دلالت نہیں کرتا بلکہ حدوث پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ جملہ فعلیہ میں زمانہ ہوتا ہے زمانہ میں حدوث اور تجدد ہوتا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان الشیخ عبدالقاھر

جرجانی ذکر ان الاسم یدل علی التمکین والاستمرار والفعل علی التجدد والحدوث'' شیخ عبدالقاہر جرجانی رحمۃ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جملہ اسمیہ دوام، استمرار پر دلالت کرتا ہے اور جملہ فعلیہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۱۴ ص ۱۷۳ نحو فی شرح جامی ص ۳۰۰)

فیمسک بھی جملہ فعلیہ ہے جو تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے تو صرف اتنا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت روح کو روک لیتے ہیں کب تک؟ وقتی روکا یا ہمیشہ کے لئے روکا اس بارے میں یہ آیت خاموش ہے۔ البتہ اہلسنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ سوال وجواب کے وقت اللہ تعالیٰ روح کو جسم کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ بھی اس لفظ کا معنی جملہ فعلیہ سے ہی کرتے ہیں۔ دیکھئے ''ولا یردھا الی ابدانھا'' اللہ تعالیٰ روحوں کو ان کے ابدان کی طرف نہیں لوٹاتے۔ (تفسیر روح المعانی)

مندرجہ ذیل تفاسیر میں بھی فیمسک کا معنی یہی بیان کیا گیا ہے۔

☆...... تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۵۵)
☆...... تفسیر روح المعانی (ج ۱۲ ص ۲۶۳)
☆...... تفسیر مدارک (ج ۴ ص ۵۷)
☆...... تفسیر بیضاوی (ج ۲ ص ۳۲۷)
☆...... تفسیر ابن جریر طبری (ج ۱۱ ص ۹)
☆...... تفسیر البحر المحیط (ج ۷ ص ۴۳۱)
☆...... تفسیر ابی السعود (ج ۷ ص ۲۵۷)
☆...... تفسیر خازن (ج ۴ ص ۵۷)
☆...... تفسیر معالم التنزیل (ج ۴ ص ۷۰)

مذکورہ بالا تمام تفسیروں میں اس آیت کا معنی صرف یہ ہے کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ روح کو روک لیتے ہیں، جسم کی طرف نہیں لوٹاتے۔ لیکن کب تک اس روح کو روکے رکھتے ہیں۔ اس بارے میں مذکورہ بالا مفسرین کرام رحمۃ اللہ نے اس مقام پر کوئی صراحت نہیں کی۔ مندرجہ ذیل مفسرین کرام رحمۃ اللہ کی مذکورہ عبارتوں سے یہ مفہوم اخذ کرنا کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو اجسام کی طرف قیامت تک نہیں لوٹاتے تو اس کے لئے فریق مخالف کو مذکورہ بالا مفسرین کرام رحمۃ اللہ ہی ہے۔ ''الی یوم القیامۃ'' کی صراحت دکھانی پڑے گی۔ ورنہ ان مذکورہ تفسیروں سے استدلال باطل ہے۔ باقی رہا تفسیر کبیر، تفسیر قرطبی، تفسیر مظہری کا حوالہ جس میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ روح کو جسم کی طرف قیامت تک نہیں لوٹاتے۔ توان عبارات کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اس سے خاص قسم کے اعادہ کی نفی ہے نہ کہ حیات فی القبور کی نفی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''ای یقبضھا عن الابدان بان یقطع تعلقھا تعلق التصرف فیھا عنھا'' یعنی اللہ تعالیٰ ارواح کو ابدان سے قبض کرتا ہے بایں طور کہ ابدان میں ارواح کا تصرف باقی نہیں رہتا۔
(تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۲۴)

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''فامساک سبحانہ التی قضی علیھا الموت لا ینافی ردھا الی جسدھا المیت فی وقت ما رداعارضا لا یوجب لہ الحیوۃ المعھودۃ فی الدنیا'' اللہ تعالیٰ کا ان جانوں کا روکنا جن پر موت کا فیصلہ کر چکا ہوتا ہے اس کے منافی نہیں کہ ارواح کو بے جان جسم کی طرف کسی وقت عارضی طور پر ایسے طریقہ پر لوٹا دے جس سے دنیا کی معہود زندگی ثابت نہ ہو۔ (کتاب الروح ص ۵۳)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ بھی یہی معنی بیان کرتے ہیں: ''پھر اس معطل کرنے کے بعد ان جانوں کو تو تصرف فی الابدان کی طرف عود کرنے سے روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا۔'' (بیان القرآن ج ۱۰ ص ۲۳ طبع دہلی)

تفسیر کبیر، قرطبی، مظہری ہی کے مصنفین سے تائید

مندرجہ بالا مفسر کرام رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ روح جسم کی طرف قبر میں لوٹائی جاتی ہے اور راحت یا عذاب روح وجسم دونوں کو ہوتا ہے۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ''ثم یحییکم'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''او للسوال فی القبور'' یا قبور میں سوال کے لئے تمہیں زندہ کرے گا۔ (تفسیر کبیر ج ا ص ۱۵۱)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''اما العذاب الجسمانی فحق وصدق واما الروحانی فحق ایضاً'' یعنی جسمانی اور روحانی عذاب حق اور سچ ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۱۴ ص ۱۷۸)

تیسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''اما عندنا فالبنیة لیست شرطا فی الحیاۃ ولا امتناع فی ان یعیداللہ الحیاۃ الی کل واحد من تلک الذرات والاجزاء الصغیرۃ من غیر حاجۃ الی الترکیب والتالیف'' بہرحال ہمارے نزدیک جسم کا سلامت ہونا حیات کے معاملہ میں شرط نہیں ہے اور یہ بات ناممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ حیات کو لوٹائے ہر ایک کے ذرات کی طرف اور چھوٹے چھوٹے اجزاء کی طرف بغیر جسم کو مرکب کئے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۶۳)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اعادہ روح والی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ''روی الامام احمد وابو داؤد باسناد صحیح عن البراء'' امام احمد اور ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ (مختصر تذکرہ قرطبی ص ۳۴)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ہی لکھتے ہیں: ''وان اللہ تعالی یحیی العبد المکلف فی قبرہ برد الحیاۃ الیہ'' اور بے شک اللہ تعالیٰ زندہ کرتے ہیں عبد مکلف کو اس کی قبر میں، اس کی طرف حیات کو لوٹانے کے ساتھ۔ (آگے جا کر لکھتے ہیں) ''ھذا مذھب اھل السنۃ'' یہی اہلسنت کا مسلک ہے۔ پھر (آگے جا کر) اعادہ روح والی حدیث کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ (تذکرہ قرطبی ص ۱۱۴)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''باب لا تاکل الارض اجساد الانبیاء ولا الشھداء وانھم احیاء'' انبیاء اور شہداء کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی (کیونکہ) وہ زندہ ہیں۔ (تذکرہ قرطبی ص ۱۴۶)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: ''ھی متصلۃ باجسادھا فتعذب الارواح ویتألم الاجساد منھا'' ارواح اجسام کے ساتھ متصل ہوتی ہیں سو ان کو عذاب دیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اجسام بھی درد محسوس کرتے ہیں۔ (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''انعقد الاجماع علی ان عذاب القبر علی الروح والجسد'' یعنی اجماع امت ہے کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں پر وارد ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۷۷)

حق کا بول بالا ہی ہوتا ہے

منکرین کی طرف شائع ہونے والی کتاب کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

☆ ...... سوال قبر کے وقت مردہ کا زندہ ہونا تمام اہلسنت کا مسلمہ مسئلہ ہے۔ (نفی سماع موتی ص ۸۷)

☆ ...... سوال منکرین کے وقت میت میں روح ہوتی ہے۔ (نفی سماع موتی ص ۸۹)

☆ ...... قبروالا سوال کے وقت زندہ ہے۔ (نفی سماع موتی ص ۹۷)

☆ ...... سوال قبر کی حالت میں مردہ قبر میں زندہ ہوتا ہے یہ وقت محل نزاع ہی نہیں اس میں کسی کو کب کلام ہے۔ پھر یہ اس قدر زور لگا کر کتابوں کے نام کیوں لکھے گئے ہیں؟ (نفی سماع موتی ص ۹۵)

اہلسنت والجماعت کے جملہ دلائل میں سے ایک حدیث مبارکہ: جو بقول حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ، علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ متواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ دیکھئے

(شرح حدیث النزول ص ۵۱، کتاب الروح ص ۹۴، شرح الصدور ص ۶۰)

نیز مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحب بھی یہی نقل کرتے ہیں۔

(التنکیت فی شرح اثبات التثبیت ص ۲۳)

(جن کا شمار غیر مقلدین کے اکابر میں ہوتا ہے)

(بحوالہ آپ کے مسائل اور ان کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں تالیف مبشر احمد ربانی ج ۲ ص ۱۸۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ''فتعاد روحه فی جسده'' پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۸۱، ابوداؤد طیالسی ص ۱۰۲، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۹۸، نحوہ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۷، نحوہ مشکوۃ ص ۲۵، کتاب الزہد والرقاق لابن المبارک ص ۴۳۱، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۳۱، تحریرات حدیث ص ۲۰۸ مؤلفہ مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر ابن جریر ج ۱۳ ص ۲۱۸)

مندرجہ ذیل علماء کرام نے اس حدیث کو صحیح اور حجت قرار دیا ہے:

☆ ...... امام حاکم (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۹)
☆ ...... علامہ ذہبی (تلخیص المستدرک ج ۱ ص ۳۸)
☆ ...... علامہ ہیثمی (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۰)
☆ ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (الترغیب والترہیب ج ۴ ص ۱۸۴)
☆ ...... حافظ ابن تیمیہ (شرح حدیث النزول ص ۴۷)
☆ ...... حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (کتاب الروح ص ۵۸)
☆ ...... علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (مختصر تذکرہ قرطبی ص ۱۱۴)
☆ ...... حافظ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری ج ۵ ص ۵۰۴)
☆ ...... علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ (شفاء السقام ص ۱۵۰)
☆ ...... قاضی ثناء اللہ پانی پتی (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۲۲۴)
☆ ...... مولانا عبدالعزیز فرہاروی (نبراس ص ۳۲۲)
☆ ...... علامہ منذری (الترغیب والترہیب ج ۴ ص ۱۸۲)
☆ ...... علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی (المنحۃ الوہبیہ ص ۱۱)
☆ ...... علامہ بدرالدین بعلی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (مختصر الفتاویٰ ص ۱۹۰)

حدیث براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کے تین شواہد

شاہد اوّل: روایت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (بحوالہ کتاب الروح ص ۶۱)

شاہد دوم: روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (بحوالہ شرح حدیث النزول ص ۵۰، کتاب الروح ص ۶۰)

شاہد سوم: روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ (بحوالہ مختصر تذکرہ قرطبی ص ۳۳)

مندرجہ بالا روایات حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سابق حدیث کی مؤید ہیں ان تمام روایات میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ قبر میں مردہ کی طرف روح لوٹائی جاتی ہے اور نکیرین کے سوال وجواب اور راحت وعذاب میں جسم کی روح سے مشارکت ہوتی ہے۔ یہ جملہ امور نہ تو صرف بدن سے متعلق ہوتے ہیں اور نہ محض روح سے بلکہ دونوں سے وابستہ ہوتے ہیں اور اہلسنت والجماعت کا یہی مسلک ہے اور یہی حق اور صحیح ہے۔

خلاصہ: مذکورہ آیت کریمہ سے حیات فی القبر اور اعادہ روح الی الجسد کی نفی نہیں ہوتی۔ اگر اس آیت کریمہ سے حیات فی القبر کی نفی ہوتی تو آنحضرت ﷺ جن پر قرآن نازل ہوا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے قرآن کریم کے معنی اور مطالب زیادہ جانتے تھے۔ ہرگز یہ نہ فرماتے: ''فتعاد روحه في جسده'' یعنی قبر میں میت کی طرف روح لوٹائی جاتی ہے۔

اعادہ روح والی حدیث مندرجہ ذیل مفسرین کرام رحمہم اللہ نے بطور دلیل کے پیش کی ہے:

- ☆...... تفسیر طبری (ج ۷ ص ۴۴۷)
- ☆...... تفسیر کبیر (ج ۲۲ ص ۶۲)
- ☆...... تفسیر قرطبی (ج ۱۱ ص ۱۹۱)
- ☆...... تفسیر ابن کثیر (ج ۲ ص ۱۷۲)
- ☆...... تفسیر مدارک (ج ۲ ص ۱۷۲)
- ☆...... تفسیر بیضاوی (ج ۱ ص ۵۱۷)
- ☆...... تفسیر مظہری (ج ۱۰ ص ۱۹۶)
- ☆...... تفسیر بغوی
- ☆...... تفسیر کشاف
- ☆...... تفسیر ابی السعود
- ☆...... تفسیر در منثور
- ☆...... تفسیر ثعالبی
- ☆...... حاشیہ تفسیر جلالین

مزید نام اعادہ روح کے قائلین کے:

- ☆...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (فقہ اکبر)
- ☆...... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (کتاب الصلوۃ ص ۴۵)
- ☆...... امام ابوبکر جصاص الرازی رحمہ اللہ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۰۸)
- ☆...... امام نووی رحمہ اللہ (شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۵)
- ☆...... علامہ بدرالدین عینی (عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۹۳)
- ☆...... علامہ عبدالرؤف مناوی (فیض القدیر ج ۲ ص ۲۷۳)
- ☆...... ملا علی قاری رحمہ اللہ (مرقات ج ۲ ص ۲۷۳)
- ☆...... علامہ آلوسی (تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۵۷)
- ☆...... امام غزالی رحمہ اللہ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۴۹)

مندرج ذیل علماء کرام نے فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا ہے:

- ☆...... حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (منہاج السنۃ)
- ☆...... حافظ ابن القیم (قصیدہ نونیہ ص ۲۸)
- ☆...... ملا علی قاری (شرح فقہ اکبر ص ۹)
- ☆...... علامہ احمد بن محمد الحنفی (شرح الفقہ الاکبر ص ۳)
- ☆...... کاتب چلپی (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۲۸۷)
- ☆...... علامہ کردری (مناقب للکردری ج ۱ ص ۱۰۸)
- ☆...... ابن ندیم رحمہ اللہ (الفہرست لابن ندیم ۲۹۹)
- ☆...... علامہ بطاش کبری زادہ (مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۲۹)
- ☆...... علامہ بیاضی (اشارات المرام ص ۲۱)
- ☆...... علامہ بزدوی (شرح اصول بزدوی ص ۴)
- ☆...... ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر التمیمی البغدادی (اصول الدین ص ۳۰۸)
- ☆...... علامہ ابن ابی العز الحنفی (شرح عقیدۃ الطحاویہ)
- ☆...... علامہ حافظ الدین البزازی (بحوالہ مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۲۹)
- ☆...... شیخ عبدالعزیز البخاری رحمہ اللہ (بحوالہ مفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۲)
- ☆...... علامہ عبدالقادر القرشی الحنفی (الجواہر المضیۃ ج ۲ ص ۲۶۵)

☆ ...... مولانا عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ (قمرالاقمار حاشیہ نورالانوار ص ۵)

☆ ...... مولانا محمد عبدالحق مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (شرح مسلم الثبوت ص ۱۱)

☆ ...... مولانا حکیم نجم الغنی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (تعلیم الایمان)

☆ ...... مولانا فقیر محمد جہلمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (حدائق الحنفیہ ص ۱۶۰)

☆ ...... مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ (ماہنامہ تعلیم القرآن ۱۹۵۹ء ص ۳۵)

☆ ...... مولانا سید شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ (احسن الفوائد)

☆ ...... مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی (غیر مقلد) (تاریخ اہل حدیث ص ۷۴)

☆ ...... نیلوی شاہ صاحب (ندائے حق ج ۱ ص ۳۴۳)

جو حضرات صرف روح کی حیات کے قائل ہیں وہ مندرجہ ذیل علماء کرام کی مجمل عبارات کو پیش کر کے ان کو اپنا ہمنوا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ مندرجہ ذیل علمائے کرام روح وجسم دونوں کی حیات کے قائل ہیں، روح کے جسم عنصری کے ساتھ تعلق کے بھی قائل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے: ''ثم یحییکم بالنشور یوم نفخ الصور او للسوال فی القبور'' پھر تم کو وہ زندہ کرے گا جس دن صور پھونکا جائے گا یا زندہ کرے گا قبروں میں سوال کے لئے۔ (البقرہ: تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۴۷)

''وھی متناولة لما فی القبر بعد الاحیاء للسوال'' اس آیت کا حکم شامل ہے قبر میں سوال کے لئے زندہ کرنے کے بعد کو بھی۔ (الصافات: تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۲۹۵)

''ثم تعاد الروح فی جسده'' پھر روح کو اس کے جسم میں لوٹا یا جاتا ہے۔ (تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۵۱۸)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''ثم اعلم ان اتصال الروح بالبدن لا یختص بجزء دون جزء بل ھی متصلة مشرقة علی سائر اجزاءہ وان تفرقت وکان جزء بالمشرق وجزء بالمغرب'' پھر تو جان لے کہ روح کا بدن کے ساتھ اتصال یوں مختص نہیں کہ کسی ایک جزء کے ساتھ ہو اور دوسری سے نہ ہو بلکہ یہ بدن کے تمام اجزاء کے ساتھ متصل ہے اور اس کا تمام اجزاء پر پرتو پڑتا ہے۔ اگرچہ وہ اجزاء متفرق ہو چکے ہوں اور ایک جزء مشرق میں اور دوسری مغرب میں۔ (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۶۳)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''بالجملہ انکار شعور وادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودن اوشبہ نیست'' بالجملہ اموات کے ادراک وشعور کا انکار اگر کفر نہیں تو الحاد ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔

(فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۸۸)

''زیرا کہ ارواح راتعلق بہ بدن خود کہ در قبر مدفون است'' اس لئے کہ ارواح کا اپنے ابدان کے ساتھ جو قبر میں مدفون ہیں یقیناً تعلق ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۳۴)

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: براں ہمہ تعلق بھی موجود ہے گو ضعیف ہے۔ (جمال قاسمی ص ۱۰)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ثمہ السوال عندی یکون بالجسد مع الروح'' میرے نزدیک سوال روح وجسم دونوں سے ہوگا۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۵، نحوہ فی العرف الشذی ص ۳۵۵)

مندرجہ ذیل علماء کرام کی مجمل عبارات کا تحقیقی جواب

باقی رہا مندرجہ بالا علماء کرام کی وہ مجمل عبارات جن سے روح کے جسم سے تعلق کی نفی معلوم ہوتی ہے کا صحیح مفہوم تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان مجمل عبارات سے تعلق نباتی کا رد ہے۔ اس لئے کہ روح کا جسم سے بنیادی طور پر تعلق تین طرح کا ہوتا ہے۔ نباتی، نفسانی، حیوانی، نباتی تعلق کا مطلب یہ ہے کہ ایسا تعلق جس سے بدن بڑھتا رہے، محتاج خوراک ہو، حس و حرکت اس میں محسوس ہو۔ ایسا تعلق تو قیامت کے دن ہی ہوگا۔ ہماری تائید شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لکھتے ہیں: ''حاصل آنکہ چوں روح از بدن جدا شد قوائے نباتی از وجدا میشود نہ قوائے نفسانی وحیوانی'' خلاصہ یہ ہے کہ جب بدن سے روح الگ ہوجاتی ہے تو نباتی قوتیں اس سے جدا ہوجاتی ہیں۔ نفسانی اور حیوانی (زندگی کی) قوتیں اس سے جدا نہیں ہوتیں۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۸۴)

الزامی دلیل: ''تفسیر بیضاوی غیر معتبر ہے۔'' (بدر منیر حاشیہ تفسیر بے نظیر مؤلفہ نیلوی شاہ صاحب ص ۳۰۳)

منکرین حیات النبی ﷺ کا خطبہ صدیقی رضی اللہ عنہ سے ناکام استدلال

محترم قارئین! خطبہ صدیقی رضی اللہ عنہ سے صرف اور صرف وفات پیغمبر ﷺ کی خبر ملتی ہے نہ کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ عالم برزخ میں حضور اقدس ﷺ کی صرف روح مزے میں ہے، جسم مبارک مزے میں نہیں ہے۔ جیسا کہ منکرین حیات النبی ﷺ کے بڑے عالم دین مولانا سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں: ''باقی انبیاء علیہم السلام، شہداء کرام اور مومنین کو برزخ میں جو نعیم و راحت حاصل ہوتی ہیں وہ صرف ان کی روحوں کو ہے، ابدان عنصر یہ اس میں شریک نہیں ہے۔'' معاذ اللہ! (اقامۃ البرہان ص ۱۹۸)

محترم قارئین! منکرین حیات النبی ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق خطبہ صدیقی رضی اللہ عنہ کی وہ عبارت تو نقل کردی جس سے وفات پیغمبر ﷺ کی خبر ملتی ہے لیکن وہ عبارت ہضم کر گئے جس میں حیات پیغمبر فی القبر کا ثبوت ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں: ''والذی نفسی بیدہ لا یذیقک اللہ الموتتین ابداً'' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہ چکھائے گا۔ کیا منکرین حیات النبی ﷺ وضاحت فرمائیں گے کہ دوسری موت کون سی ہے؟ جو باقیوں پر تو آئے گی لیکن نبی ﷺ اس سے محفوظ رہیں گے۔

جمہور اہلسنت والجماعت کے نزدیک وہ وہی موت ہے جو قبر میں ہر ایک کو نکیرین کے سوال و جواب کے بعد آئے گی۔ کیونکہ میت سے نکیرین کے سوال و جواب کے لئے اعادہ روح پر تمام اہلسنت والجماعت متفق ہیں۔ منکرین حیات النبی ﷺ کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب ''نفی سماع موتی'' میں ہے۔

اور سوال قبر کے وقت مردے کا زندہ ہونا تمام اہلسنت کا مسلمہ مسئلہ ہے۔ (نفی سماع موتی ص ۸۷)

سوال نکیرین کے وقت روح ہوتی ہے مگر بعد سوال و جواب کے مردہ میں روح نہیں رہتی۔ (نفی سماع موتی ص ۸۹)

یعنی بعد سوال و جواب قبر کے قبر والے کو دوبارہ موت آتی ہے۔ (نفی سماع موتی ص ۹۷)

یہ عین سوال نکیرین کا وقت تھا اور یہ وقت روح کے واپس آنے کا ہے۔ (نفی سماع موتی ص ۱۲۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اسی خطبہ کی شرح میں فرماتے ہیں: ''ان حیاتہ فی القبر لا یعقبھا موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورھم'' آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد

نہیں ہوگی بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲)

مندرجہ ذیل علماء کرام بھی یہی بات لکھتے ہیں:

☆ ...... علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری رحمہ اللہ (عمدة القاری ج ۷ ص ۶۰۰)

☆ ...... شیخ نورالحق (تیسر القاری شرح بخاری ج ۳ ص ۲۶۲)

☆ ...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۸۹۰)

☆ ...... مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ (حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)

دوسرا اتفاقی موضوع جوزیر بحث ہے

یعنی اس حیات کی وجہ سے آپ ﷺ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

منکرین حیات النبی ﷺ سے ہماری مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی طرح اس اتفاقی عقیدے کو بھی تسلیم کر ہی لیں اس میں دنیا وآخرت کی عافیت ہے۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کی زیرسرپرستی شائع ہونے والا رسالہ ''ماہنامہ تعلیم القرآن'' میں مرقوم ہے۔

''آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہیں تھا۔ جیسا کہ آج سے تقریباً تین سال پہلے ''ماہنامہ تعلیم القرآن'' شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء اور پھر اس کے بعد شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۶۲ء میں دوسرے فریق کے بارے میں مسلک کی صراحت موجود ہے۔''

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

آنحضرت ﷺ کے سماع صلوٰۃ وسلام کا مسئلہ اتفاقی ہے

دیکھئے (تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۴ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۱۰، ۱۱۲ مولانا اشرف علی تھانوی، کشف الباری ص ۱۲۴ کتاب المغازی للشیخ مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ العالی صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

تیسرا موضوع زیر بحث ''عام سماع موتی''

سماع موتی کے مسئلہ کی وضاحت سے پہلے منکرین حیات النبی ﷺ سے چند باتوں کی وضاحت مطلوب ہے۔ ''سماع موتی کا نظریہ آپ کے نزدیک شرکیہ ہے یا نہیں؟ سماع موتی کے اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے اختلاف چلا آرہا ہے یا نہیں؟''

اس کی وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ منکرین حیات النبی ﷺ کے بعض علماء بشمول شیخ القرآن صاحب رحمہ اللہ اور مندرجہ ذیل علماء دیوبند نے اس مسئلہ کو اختلافی لکھا ہے۔

منکرین حیات النبی ﷺ کی طرف سے شائع کردہ کتب کے حوالے

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''سماع موتی کا مسئلہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔'' (تفسیر جواہر القرآن ج ۲ ص ۹۰۲ تفسیر سورۃ الروم)

☆...... منکرین حیات النبی ﷺ کے سرتاج نیلوی شاہ صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں ''مسئلہ سماع موتی کا قرن اوّل میں مختلف فیہ ہوا ہے۔'' (تفسیر بے نظیر مع حاشیہ بدر منیر ص ۱۰۹)

☆...... سجاد بخاری صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔ (اقامۃ البرہان ص ۶۷)

منکرین حیات النبی ﷺ کی طرف سے شائع کردہ کتاب ''نفی سماع موتی'' کے (ص ۱۴) پر بھی اسی طرح کا مفہوم ہے۔

☆...... نیلوی شاہ صاحب سماع موتی کے قائلین کے مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں ''وگرنہ دوسری جانب بھی مذہب قوی ہے۔'' (تفسیر بے نظیر مع حاشیہ بدر منیر ص ۱۰۹)

مندرجہ ذیل اکابر علمائے دیوبند بھی یوں ہی تحریر فرماتے ہیں:

☆...... فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ م ۱۳۲۳ھ (تالیفات رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۴)

☆...... حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ م ۱۳۰۲ھ (مکتوبات و بیاض یعقوبی ص ۷۵)

☆...... حضرت مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ مفتی دار العلوم ۱۳۴۷ھ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۲۷۹)

☆...... حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ م ۱۳۶۲ھ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۳۷)

☆...... شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ م ۱۳۶۹ھ (تفسیر عثمانی ص ۵۳۱ مکتبہ رشیدیہ)

☆...... مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ صاحب م ۱۳۷۲ھ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۰۱)

☆...... مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ م ۱۳۹۶ھ (معارف القرآن ج ۶ ص ۲۰۲)

☆...... حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ م ۱۹۸۰ء (فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۱۸۰)

☆...... مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ صاحب (ہدایۃ الحیران ص ۳۱۵)

☆...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ م ۱۴۲۱ھ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۱۷)

☆...... محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ (سماع موتی ص ۷۵)

☆...... استاذ المحدثین مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی صدر وفاق المدارس (کشف الباری ص ۱۲۴ کتاب المغازی)

☆...... منکرین حیات النبی ﷺ کی طرف سے چند روز پہلے شائع ہونے والی کتاب (نفی سماع موتی ص ۱۴)

(تفسیر جواہر القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب ہی کی تفسیر ہے) (بحوالہ خس کم جہاں پاک ص ۴۳)

عام مردوں کے سماع اور عدم سماع میں ہمارا موقف

مسئلہ سماع موتی میں دونوں فریق اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں:

☆...... مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تاہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کر سکے کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچے گا۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۰۲)

☆...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ صاحب فرماتے ہیں: ''جب یہ مسئلہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے زمانے سے مختلف فیہا چلا آرہا ہے تو ان میں سے کسی ایک کو کافر قرار دینے والا گمراہ خارجی کہلانے کا مستحق ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۱۷)

☆...... حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں: ''لہٰذا جو لوگ سماع موتی کے قائل نہیں۔ ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں یا جو لوگ سماع موتی کے قائل ہیں ان کو اہلسنت والجماعت سے خارج کہنا یہ غلو اور زیادتی ہے۔'' (کشف الباری ص ۱۲۴ کتاب المغازی)

محترم قارئین! اگر بات یہی تک محدود رہتی کہ سماع موتی کا مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کو اپنی علمی اور تحقیقی صوابدید کے مطابق دلائل و براہین کی رو سے جو پہلو راجح اور صحیح نظر آتا ہے اسے قبول اور اختیار کر لینے کا حق ہے تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور ہمیں بھی اس مسئلہ میں کاوش کرنے کی قطعاً ضرورت پیش نہ آتی۔ مگر جب منکرین حیات النبی ﷺ کی طرف سے غلو اختیار کیا گیا کہ سماع موتی کے قائلین (معاذ اللہ) لعنتی ہیں۔

منکرین حیات النبی ﷺ کی طرف سے شائع کردہ کتاب کا حوالہ

''لعنت ہو اس پر جو عقیدہ رکھے کہ مردے سنتے ہیں۔'' (شفاء الصدور ص ۱۰۶)

<u>مزید برآں</u>: جب منکرین حیات النبی ﷺ انکار سماع موتی کی آڑ میں آنحضرت ﷺ کے سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر جیسے اتفاقی عقیدہ کا بھی انکار کرنے لگے تو ہمیں مجبوراً ان کے پیش کردہ دلائل کا رد کرنا پڑا۔

سماع موتی میں آپ کا کیا دعویٰ ہے؟ مردہ نہیں سنتا یا آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے؟

اس کی وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ اگر آپ کا دعوی شق ثانی والا ہے تو یہ بین الفریقین متفق علیہ ہے اور یہ مسلمہ اصول ہے جو بات متفق علیہ ہو اس میں بحث کی ضرورت ہی نہیں۔

آپ کا مذکورہ دعویٰ قرآن کریم کی کتنی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ تین آیات سے یا تین سے زیادہ سے؟

اس کی وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب فرما گئے ہیں ''نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل وحجت ہیں۔'' (تفسیر جواہر القرآن ج ۲ ص ۹۰۲ سورہ روم)

آپ آیات کا ظاہری معنی مراد لیں گے یا باطنی معنی مراد لیں گے؟

اس کی وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب فرما گئے ہیں: ''عدم سماع والے ظواہر قرآن سے دلیل پکڑتے ہیں۔'' (تفسیر جواہر القرآن ج ۲ ص ۹۰۲ سورہ روم)

آپ ظاہری معنی تمام آیات میں لیں گے یا بعض آیات میں۔ اس کی وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ''تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض'' کا مصداق بن جائیں۔

منکرین حیات النبی ﷺ کی پیش کردہ تین آیات کا مدلل ومسکت جواب ملاحظہ فرمائیں۔ ''انک لا تسمع الموتی اور وما انت بمسمع من فی القبور'' سے عدم سماع موتی پر استدلال:

منکرین حیات النبی ﷺ سے ہمارا مطالبہ ہے کہ ان آیات کا ظاہری معنی مراد لیں گے یا باطنی؟ لامحالہ وہ فرمائیں گے کہ ظاہری معنی۔ اس لئے کہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ اپنی تفسیر (جواہر القرآن ج ۲ ص ۹۰۲) میں فرما گئے ہیں کہ عدم سماع والے ظواہر قرآن سے دلیل پکڑتے ہیں۔ پھر منکرین حیات النبی ﷺ سے ہمارا مطالبہ ہے کہ ظاہری معنی تمام آیات میں لیں گے یا بعض میں؟ تو لامحالہ وہ فرمائیں گے کہ ہم تمام آیات میں ظاہری معنی مراد لیں گے اس لئے کہ اگر وہ بعض میں ظاہری اور بعض میں باطنی معنی مراد لیں تو یہ سراسر

"تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض" کا مصداق ہے۔اب منکرین حیات النبی ﷺ کی پیش کردہ آیات کا منکرین حیات النبی ﷺ کے اصولوں کے مطابق ظاہری معنی بیان کیا جائے گا۔

"پھر آپ ﷺ تو نہ مردوں کو اور نہ بہروں کو آواز سناتے ہیں (خصوصاً) جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں۔" (ترجمہ از تفسیر حقانی ج ۳ ص ۵۶۰، الروم: ۵۲)

منکرین حیات النبی ﷺ کے اصول ظواہر قرآن کے سیاق وسباق سے تو یہ ثابت ہوا کہ مردے بھاگتے بھی ہیں تو حیات فی القبور بطریق اولیٰ ثابت ہوگئی۔ حالانکہ یہ ظاہری مفہوم درست نہیں جس کی وضاحت اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔"وما انت بمسمع من فی القبور ، ان انت الا نذیر" منکرین حیات النبی ﷺ کے اصول کے مطابق ظاہری ترجمہ: نہیں آپ سنا سکتے جو قبروں میں ہیں، نہیں آپ مگر ڈرانے والے۔سوال یہ ہے کہ انذار (ڈرانا) زندوں کو ہوتا ہے یا مردوں کو منکرین حیات النبی ﷺ کے اصول کے مطابق انذار زندوں کو ہوتا ہے نہ کہ مردوں کو۔اس لئے کہ قرآن کریم میں ہے:"لینذر من کان حیاً" (یٰسین) تاکہ وہ نبی ڈرائے اس کو جو زندہ ہے تو ثابت ہوگیا "من فی القبور" (یعنی جو قبروں میں ہیں) وہ زندہ ہیں۔

جواب ثانی: حالانکہ ان آیات میں سننے کی نفی نہیں بلکہ سنانے کی نفی ہے۔اے نبی ﷺ آپ ان کو اپنے اختیار سے نہیں سنا سکتے۔جیسا کہ "انک لا تھدی" اے نبی ﷺ آپ ان کو اپنے اختیار سے ہدایت نہیں دے سکتے۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ کفار ہدایت حاصل کر ہی نہیں سکتے یا کفار میں استعداد ہی نہیں ہدایت کو قبول کرنے کی۔

محترم قارئین! یہاں پر ظاہری معنی مراد ہی نہیں بلکہ باطنی معنی مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول:"صم بکم عمی" (وہ کفار بہرے ہیں گونگے ہیں، اندھے ہیں) میں ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ باطنی معنی مراد ہے۔اس لئے کہ کفار سنتے بھی تھے، بولتے بھی تھے اور دیکھتے بھی تھے۔ بالکل اسی طرح یہاں بھی معنی یہی ہوگا کہ آپ ان دلوں کے مردوں کو نہیں سنا سکتے اور دلوں کے بہروں کو نہیں سنا سکتے جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں۔

ان مذکورہ آیات میں کفار کو مردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

ان مذکورہ آیات میں کفار کو مردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ موجودہ پمفلٹ میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے۔

جہاں تشبیہ ہوتی ہے وہاں تین باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ مشبہ (جس کو تشبیہ دی گئی ہے) مشبہ بہ (جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) علت تشبیہ (جس وجہ سے تشبیہ دی گئی ہے)

تشبیہ کی علت کا مشبہ اور مشبہ بہ دونوں میں پایا جانا ضروری ہے۔مثلاً کوئی کہے کہ زید شیر کی طرح ہے۔

نقشہ ملاحظہ فرمائی: مشبہ زید　　مشبہ بہ شیر　　وجہ تشبیہ شجاعت

اس مثال میں زید کو شیر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور علت تشبیہ شجاعت ہے۔اس لئے کہ شجاعت دونوں میں موجود ہے۔ یہاں پر دم یا پنجہ وغیرہ تشبیہ کی علت نہیں بن سکتے۔ کیونکہ دم یا پنجہ شیر میں تو ہے مگر زید میں نہیں۔ بالکل اسی طرح ان مذکورہ آیات میں کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔جس کو منکرین حیات النبی ﷺ نے اپنے حالیہ پمفلٹ میں تسلیم کیا ہے۔(نقشہ ملاحظہ فرمائیں) مشبہ کافر　　مشبہ بہ مردہ　　وجہ تشبیہ عدم انتفاع من السماع (سننے سے نفع نہ اٹھانا)

اس مثال میں کافر کو مردہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ کی علت عدم انتفاع (نفع نہ اٹھانا) ہے۔ کیونکہ یہ علت کافر اور مردہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور عدم سماع (نہ سننا) علت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اگر بالفرض یہ علت مردوں میں مان بھی لی جائے تو کفار میں یہ موجود نہیں ہے۔ کیونکہ وہ فریقین کے نزدیک سنتے ہیں اس لئے لامحالہ علت تشبیہ عدم سماع کے علاوہ ہوگی اور وہ عدم انتفاع ہے۔

مندرجہ ذیل علماء کرام نے بھی وجہ تشبیہ عدم انتفاع من السماع ہی لکھا ہے:

☆...... (تفسیر بیضاوی علی القران العظیم ص ۳۲۱) ☆...... (تفسیر جلالین ص ۱۷۴)

☆...... (السراج المنیر ج ۲ ص ۲۱) ☆...... (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۱۳۰)

☆...... (تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۹۱) ☆...... (مختصر الفتاویٰ المصری للشیخ الحنبلی ص ۱۸۹)

☆...... (المہند الوہبیۃ ص ۸) ☆...... (فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۸)

مزید برآں: حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اشرف علی تھانوی۔

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سوء فہم

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر جلالین کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ان آیات میں وجہ تشبیہ عدم سماع ہے نہ کہ عدم انتفاع۔ اس مغالطے کا جواب تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن کریم کی مختصر تفسیر جلالین شریف میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے: ''انما یستجیب دعاءک الی الایمان الذین یسمعون سماع تفھم واعتبار والموتی ای الکفار شبھھم فی عدم السماع یبعثھم اللہ فیا لآخرۃ'' وہی لوگ تیری دعوت الی الایمان کو قبول کرتے ہیں جو خوب سمجھ اور اعتبار کے ساتھ سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ آخرت میں اٹھائے گا، کفار کو اللہ تعالیٰ نے مردوں سے تشبیہ اسی سماع کے نہ ہونے میں دی ہے۔ (تفسیر جلالین ص ۱۱۴)

یہاں کفار سے مطلق سماع کی نفی نہیں، بلکہ سماع تفہم واعتبار کی نفی ہے اور سماع تفہم واعتبار وہی معتبر ہوسکتا ہے جس پر ماننے اور قبول کرنے کا اثر مرتب ہو، طلبہ علم اس نکتہ کو ملحوظ رکھیں کہ جلالین میں وجہ تشبیہ فی عدم سماع (نکرہ) نہیں بلکہ فی عدم السماع معرف باللام ہے اور اس سے وہی سماع مراد ہے جس کو وہ خود پہلے سماع تفہم واعتبار سے الفاظ سے بیان کر چکے ہیں۔ چنانچہ شیخ سلام اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی عدم سماع کی تشریح یوں کرتے ہیں: ''فی عدم السماع ای عدم السماع الذی یترتب علیہ الاثر من الاجابۃ وکفرھا'' یعنی ان کو ایسا سماع نہیں جس پر ماننے اور نہ ماننے کا اثر مرتب ہو۔ (کمالین ہامش جلالین ص ۱۴۴)

غرضیکہ اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے جن لوگوں نے مطلق سماع کی نفی سمجھی ہے، غلطی کی ہے۔ اوّلاً تو اس لئے کہ علم عربیت کے لحاظ سے مشبہ اور مشبہ بہ میں وجہ تشبیہ ایک ہی ہوتی ہے تو ان لوگوں کے قاعدہ کے مطابق اگر مردے مطلق سماع سے محروم ہیں تو زندہ کافروں کو بھی مطلق سماع سے محروم تصور کریں۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔

ثانیاً: اس لئے صاحب جلالین رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر سماع کا معنی سماع تفہم واعتبار کرتے ہیں اور اسی لئے آگے السماع میں الف ولام عہد کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے وہی مقید سماع مراد ہے جس کا وہ خود تذکرہ کرتے ہیں۔ لہٰذا

اس کو مطلق سماع پر محمول کرنا توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کا مصداق ہے اور وہ خود دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ''افانت تسمع الصم شبههم بهم فی عدم الانتفاع بما يتلی عليهم'' کیا پس تو بہروں کو سنا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زندہ کافروں کو بہروں کے ساتھ اس بات میں تشبیہ دی کہ جو کچھ ان پر پڑھا جاتا ہے اس سے وہ انتفاع نہیں کرتے۔ (جلالین ص ۳۷۴)

یعنی وجہ تشبیہ ان میں عدم الانتفاع ہے جو وجہ تشبیہ زندہ کافروں اور مردوں میں ہے وہ زندہ کافروں اور بہروں میں ہے۔ کما لا یخفی علی عاقل!

آنحضرت ﷺ سے انک لاتسمع الموتی وغیرہ آیات سے عدم سماع موتی پر استدلال کا رد

حضور ﷺ کے حکم سے غزوہ بدر کے موقع پر ستر (۷۰) کفار میں سے چوبیس (۲۴) بڑے بڑے کافروں کی لاشوں کو بدر کے کنویں میں پھینکا گیا۔ تیسرے دن اللہ کے نبی ﷺ اس کنویں کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے کنارے پر کھڑے ہو کر کفار سے کلام کیا۔ جس کو مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب ان الفاظ سے تحریر کرتے ہیں: ''جب امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں ہلاک ہونے والے کفار کو نام بنام خطاب کر کے فرمایا: ''انا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا'' جو وعدہ ہم سے ہمارے رب نے فرمایا تھا ہم نے اس کو سچا پالیا کیا تم نے بھی اس وعدے کو سچا پالیا ہے جو رب نے تم سے کیا تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ مردوں سے کلام فرما رہے تھے تو عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیها'' (بخاری ج ۲ ص ۵۶۶، مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۷)

یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روح موجود نہیں اور مسند احمد (ج ۲ ص ۲۸۷) میں اس طرح روایت ہے: ''یا رسول اللہ اتنادیهم بعد ثلاث وهل یسمعون یقول اللہ عزوجل انک لا تسمع الموتی'' یا رسول اللہ آپ ان سے گفتگو فرما رہے ہیں جن کو ہلاک ہوئے تین دن گزر چکے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت قرآن میں ارشاد فرماتا ہے بے شک آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔

(سماع الموتی کیا مردے سنتے ہیں ص ۱۴ مؤلفہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی)

(تبصرہ) یہ حدیث ہمارے پاس جو مسند امام احمد کا نسخہ ہے اس کی (ج ۳ ص ۳۵۲) پر ہے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مذکورہ آیت سے عدم سماع موتی ہی سمجھے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ صاحب وحی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مردوں سے یوں کلام کر رہے ہیں جیسے وہ سنتے ہوں تو انہوں نے اپنی اصلاح کی غرض سے یوں سوال کیا کہ: ''هل يسمعون'' کیا یہ مردے سنتے ہیں؟ ''یقول اللہ عزوجل'' اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ''انک لاتسمع الموتی'' کہ آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے تو اس سوال پر اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس مفہوم (یعنی مردے نہیں سنتے) کو رد کر کے تاکیدی الفاظ کے ساتھ ان کی اصلاح یوں فرمائی۔ ''والذی نفسی بیده ما انتم باسمع منهم ولکنهم لا یستطیعون ان یجیبوا'' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔ لیکن وہ جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس آیت سے عدم سماع موتی پر استدلال کو رد فرما کر سماع موتی کا اثبات کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ابتداء اس مذکورہ آیت سے عدم سماع موتی ہی سمجھا تھا۔ جب ان کے سامنے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سماع موتی والی روایت پہنچی تو انہوں نے اس کا رد ان الفاظ سے کیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ عطاء اللہ بندیالوی صاحب ہی کی زبانی لکھتے ہیں: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب اس واقعہ کا تذکرہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ہوا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کیف یقول رسول اللہ ﷺ ذالک و اللہ تعالٰی یقول و ما انت بسمع من فی القبور۔ انک لا تسمع الموتی'' (بخاری ص ۵۶۷) رسول اللہ ﷺ یہ بات کیونکر کہہ سکتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے پیغمبر ﷺ آپ قبور میں مدفون لوگوں کونہیں سنا سکتے۔ میرے پیغمبر آپ ﷺ مردوں کونہیں سنا سکتے۔ (تعصب کی عینک اتار کر انابت کی آنکھ سے دیکھئے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن مجید کی ان آیتوں کوسماع موتی کی نفی پر پیش فرما رہی ہیں) (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۰۳) میں ہے کہ ام المؤمنین نے فرمایا ''قد وھل'' کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھول گئے اور وہ امام الانبیاء علیہم السلام کے الفاظ یادنہیں رکھ سکے۔ آپ ﷺ نے کفار مردوں کے سننے کی بات ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا تھا۔ ''انھم لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق ثم قرأت انک لا تسمع الموتی و ما انت بمسمع من فی القبور'' (بخاری ج ۲ ص ۵۶۷ مسلم ج ۱ ص ۳۰۳) بے شک وہ مشرکین اگلے جہاں میں پہنچ کر اس حقیقت کو سمجھ اور جان رہے ہیں کہ جو کچھ میں ان سے کہتا تھا وہ حق تھا۔ پھر ام المؤمنین نے قرآن کی دو آیتیں تلاوت فرمائیں کہ میرے پیغمبر آپ ﷺ مردوں کونہیں سنا سکتے۔ میرے پیغمبر آپ ﷺ قبور میں مدفون لوگوں کونہیں سنا سکتے۔ (سماع الموتی کیا مردے سنتے ہیں ص ۱۶)

(تبصرہ) اس واقعہ کو روایت کرنے والے صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ لہٰذا ''قد وھل'' والا اشکال کہ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت نقل کرنے میں بھول گئے۔ وہ امام الانبیاء علیہم السلام کے الفاظ یادنہیں رکھ سکے وغیرہ) ختم ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ''انک لا تسمع الموتی'' وغیرہ آیات سے ابتداء یہی سمجھی تھیں کہ مردے نہیں سنتے لیکن جب ان کے نزدیک یہ بات دوسرے قرائن سے ثابت ہوگئی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں بھولے۔ بلکہ اللہ کے نبی ﷺ نے مردوں کو سننے کا اثبات کیا ہے اور ''انک لا تسمع الموتی'' وغیرہ آیات سے عدم سماع موتی پر استدلال کو باطل قرار دیا ہے تو انہوں نے خود اس سماع موتی والی روایت کو بیان کر کے اپنے مؤقف سے رجوع پر مہر ثبت فرما دی جس کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ سے کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ان فی المغازی لابن اسحاق روایۃ یونس بن بکیر باسناد جید عن عائشۃ مثل حدیث ابی طلحۃ و فیہ ما انتم باسمع لما اقول منھم و اخرجہ احمد باسناد حسن'' ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کے مغازی میں یونس بن بکیر کے طریق سے جید اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت ہے جیسی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے جس میں ''ما انتم باسمع لما اقول منھم'' کے الفاظ موجود ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی حسن اسناد کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔ فرماتے ہیں: ''فان کان محفوظاً فکانھا رجعت عن الانکار لما ثبت عندھا من روایات ھؤلاء الصحابۃ لکونھا لم تشھد القصۃ'' سو اگر یہ الفاظ محفوظ ہوں تو گویا یہ اس پر

دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سماع موتی کے انکار سے رجوع کرلیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک ان جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتیں ثابت ہوگئیں۔ (جو موقع پر حاضر تھے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاضر نہ تھیں۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۳۰۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غزوہ بدر میں شریک نہ تھیں

مندرجہ ذیل علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غزوہ بدر میں شریک نہ تھیں اور جو صحابی (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) سماع موتی کی روایت کو نقل کرتے ہیں، وہ غزوہ بدر میں شریک اور حاضر تھے۔ لہٰذا حاضر کی بات غائب کے مقابلے میں راجح ہوگی۔

☆...... علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ (بحوالہ عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۹۳)

☆...... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ج ۸ ص ۳۰۵)

☆...... علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (عمدۃ القاری ج ۱۷ ص ۹۳)

☆...... حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (فتاوی ج ۴ ص ۲۹۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رجوع کی صحیح روایت سے تائید

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ (مکہ کے قریب) حبشی کے مقام پر وفات پاگئے اور ان کو اٹھا کر مکہ مکرمہ لایا گیا اور وہاں ان کو دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (حج کے موقع پر) آئیں تو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر بھی آئیں تو کہا (مرثیہ کے دو شعر پڑھے جو مندرجہ ذیل کتابوں میں مذکور ہیں) پھر فرمایا: ''واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت ولو شھدتک ما زرتک'' بخدا اگر میں تیری وفات کے وقت حاضر ہوتی تو وہاں ہی دفن کیا جاتا جہاں تیری وفات ہوئی تھی اور اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب تیری قبر کی زیارت کے لئے میں نہ آتی۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۲۵، رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۰)

ظاہر بات ہے کہ اگر یہ محض تحسر اور افسوس کے طور پر خیالی رنگ میں حضرت عبدالرحمن سے خطاب ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قبر پر حاضر ہو کر یہ کہنے کی حاجت نہ ہوتی وہ مدینہ طیبہ میں یا دور ہی سے ایسا کہہ دیتیں۔ یہ خطاب ان کے رجوع کا واضح قرینہ ہے۔

منکرین حیات صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کو تسلیم نہیں کرتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یسمعون کی تاویل یعلمون سے کی ہے کہ وہ مردہ جسم جانتے ہیں۔ یعنی ان کو علم ہونا بھی حیات کی فرع ہے بقول منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی ارواح تو سجین میں ہیں اور بغیر روح کے ان جسموں کو انجام کا معلوم ہوجانا اسی کو تو علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ المشہور بہ خیالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۷۰ھ حماقت سے تعبیر کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ: ''جوز بعضھم تعذیب غیر الحیّ ولا شک انہ سفسطۃ'' ان میں سے بعض نے بلا حیات بدن کے معذب ہونے کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ نری حماقت ہے۔ (الخیالی ص ۱۱۸ ونحوہ فی نبراس ص ۳۲۲)

جب یہ صورت ہے تو لامحالہ یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ارواح کا جسموں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے اجسام بھی راحت یا عذاب محسوس کرتے ہیں۔ اس تعلق کے تو منکرین حیات النبی ﷺ انکاری ہیں۔

چند مسائل جن میں منکرین حیات النبی ﷺ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تحقیق پر عمل نہیں کرتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسلک	دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسلک
☆...... قروء سے مراد طہر ہے۔	☆...... قروء سے مراد حیض ہے۔
☆...... عصر میں جلدی چاہئے۔	☆...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا: تاخیر۔
☆...... چوری کے مال کی قیمت اگر کم سے کم تین درہم بھی ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔	☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ دس درہم کی مالکیت سے کم نہ ہونا چاہئے۔
☆...... صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنی چاہئے	☆...... حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ: اجالا ہو جائے تب پڑھے۔
☆...... اگر بالغ آدمی بھی کسی عورت کا دودھ پیئے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔	☆...... دیگر امہات المومنین: نہیں ثابت ہوتی

(ماخوذ عن سیرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ص ۲۱۶، مؤلفہ سید سلیمان ندوی)

ان مسائل میں منکرین حیات النبی ﷺ کیونکہ حنفی المسلک ہیں اور احناف نے ان مذکورہ مسائل میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات کو معمول بنایا ہے نہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات کو مذکورہ بالا مسائل میں منکرین حیات النبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلک کی بجائے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسلک اپنائے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ اس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین نہیں سمجھتے تو اگر ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلک **لعلمون** کی بجائے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مسلک **یسمعون** کو مانتے ہیں یہ بھی نہ تو ناجائز ہے اور نہ ہی توہین۔

یہی وجہ ہے کہ جمہور علماء کرام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کو حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں قبول نہیں کیا۔

☆...... حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقد خالفها الجمهور في ذالك وقبلوا حديث ابن عمر لموافقة من رواه غيره عليه" لیکن جمہور علماء کرام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے خلاف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو قبول کیا ہے۔ کیونکہ دوسرے حضرات کی روایتیں ان کے موافق ہیں۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۲۷۷)

☆...... علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولكن جمهور خالفوها في ذالك وقبلوا حديث ابن عمر" لیکن جمہور علماء کرام نے (مسئلہ سماع موتی) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے خلاف حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت کو قبول کیا ہے۔ (جس میں سماع موتی کا ثبوت ہے) (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۲)

☆...... حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں: "واما رد عائشة بعض تلك الاحاديث فلم يعتد به جمهور الصحابة ومن بعدهم" بہرحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان بعض احادیث کا رد کرنا تو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے حضرات نے اس رد کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔ (عمدۃ الرعایۃ ج ۲ ص ۲۵۴)

منکرین حیات النبی ﷺ نے ان مذکورہ آیات کے علاوہ چند ئی آیات قرآنیہ سے تفسیر بالرائے کر کے عدم سماع موتی پر ناکام استدلال کیا ہے جو باطل اور مردود ہے اس لئے کہ ۱۴ صدیوں میں کسی سنی مفسر نے ان آیات

سے اس طرح کا استدلال نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ منکرین حیات النبی ﷺ نے ان آیات کے تحت کسی مفسر کا حوالہ نہیں دیا۔ اگر منکرین حیات النبی ﷺ کے پاس ایسا کوئی حوالہ ہے تو پیش کریں۔ مہلت قیامت تک۔

☆...... علامہ ابن الهادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ولا یجوز احداث تأویل فی ایة وسنة لم یکن علی عهد السلف ولا عرفوه ولا بینوه للامة فان هذا یتضمن انهم جهلوا الحق فی هذا وضلوا عنه واهتدی الیه هذا المعترض المستأخر فکیف اذا کان التأویل یخالف تأویلهم ویناقضه وبطلان ذالک تاویل اظهر من ان یطنب فی رده الخ'' کسی آیت یا حدیث کا کوئی ایسا معنی اور تاویل کرنا جائز نہیں جو سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں نہ کی گئی ہو اور نہ ہی انہوں نے وہ معنی اور تاویل سمجھی اور نہ ہی اس کو امت کے سامنے بیان کیا ہو کیونکہ یہ اس بات کو متضمن ہے کہ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہ اس میں حق سے جاہل رہے اور اس سے بھٹک گئے اور یہ بعد میں آنے والا معترض اس کی تہہ کو پہنچ گیا اور خصوصاً جب بعد میں آنے والے کی تاویل سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل کے برعکس ہو پھر کیونکر وہ قبول کی جا سکتی ہے اور اس متاخر کی تاویل کا باطل ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اس کے رد کے لئے کسی تفصیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ (الصارم المنکی ص ۴۲۷ ماخوذ عن تسکین الصدور ص ۳۸۹)

اسی طرح کا مفہوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔ دیکھئے:

(مکتوبات دفتر اول حصہ سوم ص ۳۳ مکتوبات نمبر ۱۵۷ طبع امرتسر)

یہی وجہ ہے کہ مندرجہ ذیل جید علماء کرام نے یہ لکھا ہے کہ ان مذکورہ آیات سے عدم سماع موتی ثابت نہیں ہوتا۔

☆...... حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لیس فی القرآن ماینفی ذالک'' قرآن کریم میں کوئی ایسی دلیل نہیں جو (سماع موتی) کی نفی کرتی ہو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۹۸)

☆...... حضرت مولانا عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ان آیات میں عدم سماع کا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔ (تفسیر حقانی ج ۶ ص ۴۱)

☆...... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سماع اموات کے مسئلہ میں درحقیقت یہ آیت ساکت ہے۔'' (معارف القرآن ج ۶ ص ۲۰۲)

منکرین حیات النبی ﷺ کے فتویٰ کی زد میں آنے والے امت مسلمہ کے چند جید علماء کرام جو سماع موتی کے قائل ہیں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۸)

☆...... ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (بحوالہ احکام القرآن مؤلفہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

☆...... ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۸۶)

☆...... علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۵۷)

☆...... حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۱۸۱)

☆...... ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۸)

☆...... ابن القیم رحمہ اللہ (کتاب الروح ص ۴)

☆...... ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (مرقات ج ۲ ص ۲۱۰)

☆...... علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (تفسیر روح المعانی ج ۲۱ ص ۵۷)

☆...... قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمہ اللہ (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴)

☆...... علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۷)

☆...... مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (احکام القرآن ص ۱۰۴)

بہت سے علماء کرام کے نام جو سماع موتی کے قائل ہیں طوالت کے خوف سے چھوڑ دیئے ہیں۔

منکرین سماع موتی کا مغالطہ

منکرین سماع موتی علامہ تفتازانی کی ایک عبارت سے عامۃ الناس کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ ''عدم سماع موتی'' پر امت کا اجماع (اتفاق) ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی عبارت مع ترجمہ قارئین کے پیش نظر رہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ تفتازانی کی کتاب شرح مقاصد کی مفصل عبارت جو تقریباً دو صفحوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا مختصر خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

''اتفق الاسلامیون علی حقیة سوال منکر و نکیر و عذاب الکفار و بعض العصاة فیه نسب خلافه الی بعض المعتزلة الی قوله لنا الآیات الی قوله والاحادیث المتواترة الی قوله تمسک المنکرون بالسمع والعقل اما السمع الی قوله ولا نزاع فی ان المیت لا یسمع واما العقل الی قوله والجواب اجمالاً الی قوله وتفصیلا الخ'' تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبر میں منکرین اور نکیر کا سوال اور تمام کفار اور بعض گنہگاروں پر قبر میں عذاب حق ہے اور اس میں بعض معتزلہ کی طرف سے اختلاف نقل کیا گیا ہے۔ (پھر اس کی تشریح کی) آگے فرمایا ہمارے دلائل میں قرآن کریم کی آیات ہیں (اور بعض آیات کا حوالہ دیا) پھر آگے فرمایا اور احادیث متواترہ بھی ہیں (پھر ان میں سے بعض کا ذکر فرمایا) پھر آگے فرمایا اور منکروں نے دلیل سمعی اور دلیل عقلی سے استدلال کیا ہے۔ بہرحال دلیل سمعی یہ ہے (پھر اس کی خاصی تفصیل بیان کی جس کے آخر میں یہ بھی ہے: ''ولا نزاع فی ان المیت لا یسمع'' پھر ان کی عقلی دلیل نقل کی پھر فرمایا کہ معتزلہ کی سمعی اور عقلی دلیل کا اجمالی جواب یہ ہے۔ پھر فرمایا کہ تفصیلی جواب یہ ہے۔ پھر آگے اجمالی اور تفصیلی جواب کی تشریح کی۔ (شرح مقاصد ج ۲ ص ۲۲۱)

منکرین سماع موتی میں اپنے سوء فہم سے ''ولا نزاع فی ان المیت لا یسمع'' کو اپنی دلیل سمجھ لیا ہے کہ عدم سماع موتی اتفاقی مسئلہ ہے۔ حالانکہ یہ جملہ معتزلہ کی سمعی دلیل کا جز ہے اور اس کا تمہ ہے۔ جس کو نقل کر کے آگے علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے ان کو سمعی اور عقلی دلیل کا اجمالاً اور تفصیلاً خوب خوب رد کیا ہے۔ مگر منکرین سماع موتی نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ معتزلہ کے جملہ کو اچک کر اپنی دلیل بنا ڈالا اور پھولے نہیں سماتے کہ ہم نے علم کلام کی معتبر کتاب سے مفید مطلب حوالہ ڈھونڈ نکالا ہے۔ مگر:

تم جو دیتے ہو نوشتہ وہ نوشتہ کیا ہے جس میں ایک حرف وفا بھی کہیں مذکور نہیں

(ماخوذ از سماع موتی ص ۳۵۸)

منکرین سماع موتی کی اس ناقص دلیل کے برعکس حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ

"والسلف مجمعون علی هذا وقد تواترت الاثار عنهم بان المیت یعرف بزیارة الحی له ویستبشر به الخ" سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر اجماع ہے اور تواتر کے ساتھ ان سے آثار مروی ہیں کہ جب کوئی زندہ مردہ کی زیارت کے لئے آتا ہے (اور اسے سلام کہتا ہے تو اس کی آواز سے) مردہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کی آمد سے وہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۸، کتاب الروح ص ۴ طبع حیدرآباد دکن)

جمہور علماء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں قبول نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقد خالفها الجمهور فی ذالک وقبلوا حدیث ابن عمر لموافقة من رواه غیره علیه" لیکن جمہور علماء کرام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی (روایت) سے مخالفت کی ہے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو قبول کیا ہے۔ کیونکہ دوسرے حضرات کی روایتیں ان کے موافق ہیں۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۴۷۷)

علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولیکن جمهور خالفوها فی ذالک وقبلوا حدیث ابن عمر" لیکن جمہور علمائے کرام نے مسئلہ سماع موتی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے مخالفت کی ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت کو قبول کیا ہے۔ (جس میں سماع موتی کا ثبوت ہے)

(عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۲)

حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں: "واما رد عائشة بعض تلک الاحادیث فلم یعتد به جمهور الصحابة ومن بعدهم" بہرحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان بعض احادیث کا رد کرنا تو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے حضرات نے اس رد کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔ (عمدۃ الرعایۃ ج ۲ ص ۲۵۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے استدلال سے رجوع فرمالیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ: "ان فی المغازی لابن اسحاق روایة یونس بن بکیر باسناد جید عن عائشة مثل حدیث ابی طلحة وفیه ما انتم باسمع لما اقول منهم واخرجه احمد باسناد حسن" ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کے مغازی میں یونس بن بکیر کے طریق سے جید اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت ہے جیسی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے جس میں "ماانتم باسمع لما اقول منهم" کے الفاظ موجود ہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حسن اسناد کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔ فرماتے ہیں: "فان کان محفوظاً فکانها رجعت عن الانکار لماثبت عندها من روایات هؤلاء الصحابة لکونها لم تشهد القصة" سو اگر یہ الفاظ محفوظ ہوں تو گویا یہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سماع موتی کے انکار سے رجوع کرلیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک ان جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتیں ثابت ہوگئیں (جو موقع پر حاضر تھے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاضر نہ تھیں۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۳۰۶)

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کا "لعلی لا اراکم بعد عامی هذا" سے ناکام استدلال

محترم قارئین! حدیث بالا سے منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کا استدلال ناقص ہے۔ حدیث کے الفاظ

سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ اپنے سفر آخرت کی خبر دے رہے ہیں۔ فرمان نبوی ﷺ سے مراد پیغمبر صاف ظاہر ہے کہ دنیا کی تکلیفی زندگی میں شاید تمہیں آئندہ سال میں نہ دیکھ سکوں۔ ان الفاظ سے کہیں بھی برزخ کے اندر آپ ﷺ کے جسد اطہر سے روح کے تعلق کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ باقی رہا ان الفاظ پر جذباتی تبصرہ تو اس کے لئے ہم منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کی تسلی کے لئے ان کی مخدوم جماعت جن کو اپنا سرتاج مانتی ہے یعنی حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں:

☆...... حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ: ''لہٰذا تم ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جب میت کے پاس کوئی شخص زیارت کے لئے (قبر پر) آتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتی ہے۔ خصوصاً جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے۔'' (تحریرات حدیث ص ۲۵۷)

غور فرمائیں کہ منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر جن کو اپنا سرتاج مانتی ہے وہ تو عام اموات کے بھی اپنے زائرین کو دیکھنے اور پہچاننے پر ایمان رکھتے ہیں اور منکرین حیات النبی ﷺ والے ابھی تک آنحضرت ﷺ کے بارے میں ہی یہ عقیدہ اختیار کرنے پر آمادہ نہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو فہم سلیم عطا فرمائے۔

منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر بالرای کی ہے

منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کا ''ان تدعوھم لا یسمعوا دعائکم الخ'' سے ناکام استدلال منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر نے مذکورہ بالا آیت سے تفسیر بالرائے کر کے عدم سماع موتی وعدم حیاۃ فی القبور پر ناکام استدلال کیا ہے جو باطل اور مردود ہے (بقول علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے دو لاکھ سے زائد تفاسیر لکھی جا چکی ہیں) لیکن ۱۴ صدیوں میں کسی سنی مفسر نے اس آیت سے اس طرح کا استدلال نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر نے اس آیت کے تحت کسی مفسر کا حوالہ نہیں دیا۔ اگر منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کے پاس ایسا کوئی حوالہ ہے تو پیش کریں۔ مہلت قیامت تک علامہ ابن الہادی حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ولا یجوز احداث تأویل فی آیة وسنة لم یکن علی عهد السلف ولا عرفوه ولا بینوه للامة فان هذا یتضمن انهم جهلوا الحق فی هذا وضلوا عنه واهتدیٰ الیه هذا المعترض المتاخر فکیف اذا کان التأویل یخالف تأویلهم ویناقضه وبطلان هذا التأویل اظهر من ان یطنب فی رده الخ'' کسی آیت یا حدیث کا کوئی ایسا معنی اور تاویل کرنا جائز نہیں جو سلف صالحین رحمہم اللہ کے زمانہ میں نہ کی گئی ہو اور نہ ہی انہوں نے وہ معنی اور تاویل سمجھی اور نہ ہی اس کو امت کے سامنے بیان کیا ہو۔ کیونکہ یہ اس بات کو متضمن ہے کہ سلف صالحین رحمہم اللہ اس میں حق سے جاہل رہے اور اس سے بھٹک گئے اور یہ بعد میں آنے والا معترض اس کی تہہ کو پہنچ گیا اور خصوصاً جب کہ بعد میں آنے والے کی تاویل سلف صالحین رحمہم اللہ کی تاویل کے برعکس ہو پھر کیونکر وہ قبول کی جاسکتی ہے اور اس متاخر کی تاویل کا باطل ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اس کے رد کے لئے کسی تفصیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

(الصارم المنکی ص ۲۴۷ ماخوذ عن تسکین الصدور ص ۳۸۹)

اسی طرح کا مفہوم حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔ دیکھئے:

(مکتوبات دفتر اوّل حصہ سوم ص ۳۳ مکتوبات نمبر ۱۵۷ طبع امرتسر)

منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کا مسئلہ سماع موتی کو شرک کے پھیلنے کا ذریعہ سمجھنا

منکرین حیات النبی ﷺ کی کتب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر سماع موتی کے مسئلہ کو شرک کے پھیلنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں یہ خدشہ صرف منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کو لاحق نہیں جو سماع موتی کے منکر ہیں بلکہ ان کے پیش نظر بھی ہے جو شدومد کے ساتھ سماع موتی کے قائل ہیں۔ جمہور علماء کرام جہاں سماع موتی کے مسئلہ کو بیان کرتے ہیں وہاں اہل قبور سے نفع نقصان نہ ہونے کو بھی بڑی شدومد کے ساتھ بیان کرتے ہیں نمونہ کے طور پر دیکھئے۔ (سماع موتی ص۹۹ مؤلفہ مولانا سرفراز صاحب)

مثال سے سمجھئے: کراماً کاتبین زندہ ہیں اور آپ کی بات بھی سنتے ہیں فرض کیجئے آپ کے کچھ روپے کہیں، گر گئے جس وقت آپ کے روپے گم ہوئے تھے اس وقت کراماً کاتبین آپ کے ساتھ تھے آپ ذرا کراماً کاتبین سے پوچھ کر بتائیں کہ وہ روپے کہاں گم ہوئے ہیں؟ ہم منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر سے پوچھتے ہیں کہ کیا کراماً کاتبین آپ کی کچھ مدد کر سکتے ہیں؟ تو یقیناً منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کا جواب نہیں میں ہوگا بالکل اسی طرح اموات کو سنانا۔ ان کو کوئی نفع نہیں دیتا اور اموات کا سن لینا ہم کو کوئی نفع نہیں دیتا۔ اس سے تو شرک کی جڑ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ جمہور علماء کرام سماع موتی کے قائل صرف احادیث صحیحہ کی وجہ سے ہیں۔ احادیث میں آ گیا کہ مردہ سنتا ہے۔ اب کسی کی عقل میں آئے یا نہ آئے۔ احادیث کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کہتے ہیں کہ توحید یہ ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ لہٰذا کسی کو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ حالانکہ کامل توحید تو یہ ہے کہ مردے سن بھی لیں پھر بھی کسی کو بذات خود نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔

منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کی طرف سے شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین وتنقیص کا بہتان

شیخ الحدیث حضرت علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کی نصرت میں جو کتاب لکھی ہے (جس کا نام انتصار الامام احمد رحمہ اللہ ہے) اس میں وہ لکھتے ہیں کہ: ’’وانکار عائشة سماع اهل القليب الكفار معذورة فيه لعدم بلوغها النص وغيرها لا يكون معذوراً مثلها لان هذه المسئلة صارت معلومة من الدين بالضرورة‘‘ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قلیب بدر کے کفار کے سماع کا جو انکار کیا ہے وہ اس میں معذور ہیں۔ کیونکہ وہ اس موقع پر موجود نہ تھیں اور ان کو یہ ارشاد نہیں پہنچا اور دوسرے ان کی طرح معذور نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ضروریات دین کی طرح معلوم ہو گیا ہے۔

(المنحة الوهبية ص ۱۳، بحوالہ سماع موتی ص ۲۲۴)

شیخ الحدیث صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور ان کا استدلال خود محتاج تاویل ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام اور شان اپنی جگہ مسلم ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کی روایت (مسلم ج ۲ ص ۳۸۷) میں ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جن کی روایت (بخاری ج ۲ ص ۵۶۶ اور مسلم ج ۲ ص ۳۸۷) میں ہے وغیرہ جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحیح روایات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور جمہور کی تحقیق کو نظر انداز کر کے کس کس کے وہم کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے موقع پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ: "وتعلمون ان وهن النساء وضعف رأيهن الى التلاشى" اور تم جانتے ہو کہ بے شک عورتیں کمزور اور ان کی رائے بھی ضعیف و مضمحل ہوتی ہے۔

(لامة والسیاسة لابن قتیبہ ج ۱ ص ۶۷ طبع مصر، بحوالہ سماع موتی ص ۲۲۴)

حضرت شیخ کی دونوں عبارتیں آپ کے سامنے ہیں اور منکرین حیات النبی ﷺ کی قطع برید کی ہوئی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ فرق صاف معلوم ہو جائے گا۔ منکرین حیات النبی ﷺ اپنے تعصب کی آگ میں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گھسیٹنے کی بجائے صاف صاف ان حضرات کے بارے میں بھی اپنا تبصرہ کریں۔ باقی رہا علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت "ولا نزاع فى ان الميت لا يسمع" (کہ عدم سماع موتی اتفاقی مسئلہ ہے) سے منکرین حیات النبی ﷺ کا استدلال تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جملہ معتزلہ کی سمعی دلیل کا چربہ اور اس کا تتمہ ہے جس کو نقل کر کے علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب رد کیا ہے۔ مگر منکرین حیات النبی ﷺ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ معتزلہ کے اس جملہ کو اپنی دلیل بنا کر پھولے نہیں سماتے اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے علم کلام کی معتبر کتاب سے حوالہ دیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ منکرین حیات النبی ﷺ یہ ثابت کرتے کہ یہ عبارت معتزلہ کی دلیل نہیں اور نہ ہی اس عبارت کا علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود رد کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ سماع موتی

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سماع موتی والی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: "والصحيح عند العلماء رواية عبدالله بن عمر لمالها من الشواهد على صحتها من وجوه كثيرة" اور صحیح بات علماء کرام کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت (سماع موتی والی) ہی ہے۔ کیونکہ اس کی صحت پر گوناگوں شواہد دلالت کرتے ہیں۔　(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۷۵)

مزید لکھتے ہیں: "ينال اجسادهم فى قبورها من حرها وسمومها" تا فرمانوں کے اجسام کو ان کی قبروں میں جہنم کی آگ کی گرمی اور لو پہنچے گی۔　(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۷۳۹)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ حیات فی القبور

لکھتے ہیں: "واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالى يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدر ما يتألم ويتلذذ" تو جان لے کہ اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں میت کے اندر ایک گونہ زندگی پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ تکلیف اور لذت محسوس کرتا ہے۔　(شرح فقہ اکبر ص ۱۲۱)

"اعادة الروح اى ردها او تعلقها الى العبد اى جسده بجميع اجزائه او ببعضها مجتمعة او متفرقة فى قبره حق" روح کا لوٹانا یعنی اس کا مکمل طور پر رد کرنا یا اس کا تعلق بندے کی طرف یعنی اس کے جسم کی طرف

تمام اجزاء بدن یا بعض میں عام اس سے کہ اس کے اجزاء مجتمع ہوں یا متفرق اس کی قبر میں حق ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۲۰)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ سماع النبی ﷺ عند قبرہ الشریف

لکھتے ہیں: ''ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع من سلم علیھم'' انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو ان کے لئے ممکن ہے کہ جو شخص بھی سلام عرض کرے وہ اس کو سنیں۔ (مرقاۃ ج ۲ ص ۲۰۹)

لکھتے ہیں: ''صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم'' انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۱۲)

''من صلی عند قبری سمعتہ'' (الحدیث) جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا اسے میں خود سنتا ہوں۔ اس حدیث کی سند جید ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۰)

''من صلی عند قبری سمعتہ ای سماعا حقیقیا بلا واسطۃ'' جس شخص نے مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں خود اس کو سنتا ہوں بلا واسطہ یعنی حقیقی طور پر۔ (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۰ نحوہ فی شرح الشفاء ج ۳ ص ۵۰۰)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ استشفاء

حاجی کو ہدایت کرتے ہوئے شہدائے احد کے بارے میں لکھتے ہیں: ''ولا تترک اتیان زیارتھم واستدعاء شفاعتھم'' اور تم شہداء (احد) کی زیارت کو مت ترک کرنا اور نہ ان سے شفاعت کی التجاء سے گریز کرنا۔ (شرح الشفاء ج ۳ ص ۵۲۰ طبع مصر)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ سماع موتی

''فان سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام'' بے شک تمام مردے بھی سلام وکلام سنتے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۱۰)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ حیاۃ فی القبور

شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''ویؤمروا بالتعذیب او التنعیم فیراھم المبتلی عیانا ان کان اھل الدنیا لا یرونھم عیانا'' الخ فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ان کو عذاب یا راحت پہنچائیں۔ مبتلی یہ تو آنکھوں سے ان فرشتوں کو دیکھتا ہے لیکن اہل دنیا ان کو مشاہدۃ نہیں دیکھ سکتے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱ ص ۶۳ طبع مصر)

شاہ صاحب توسل کے بھی قائل ہیں۔ دیکھئے (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ ص ۶ طبع مصر)

المہند علی المفند کی اہمیت

منکرین حیات النبی ﷺ فی القبر کے سرتاج مولانا سجاد بخاری صاحب ''پچیس اکابر علماء دیوبند کا مسلک'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''المہند علی المفند'' حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی تالیف ہے اور اس پر چوبیس علماء دیوبند کی تصدیقات ثبت ہے۔ المہند کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کو جو حیات حاصل ہے وہ برزخی ہے اور کئی باتوں میں دنیوی زندگی سے مشابہت رکھتی ہے۔ شہداء بھی اس حیات میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔

یہ پچیس اکابر علماء دیوبند رحمہ اللہ کا مسلک ہے جن میں حسب ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

☆ ...... شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ ☆ ...... حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ ☆ ...... حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ ☆ ...... حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت مولانا محمد احمد ابن حضرت نانوتوی رحمہ اللہ ☆ ...... حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ ☆ ...... حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ

(اقامۃ البرہان ص ۲۰۸)

مزید لکھتے ہیں: ''المہند'' کی اصل عربی عبارت اور اس کا عربی ترجمہ جو اکابر رحمہ اللہ کی نگرانی میں شائع ہوا اور اس میں انہوں نے عربی عبارت کا مفہوم ومقصود واضح فرمایا۔

المہند سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں حسب ذیل حقائق معلوم ہوتے ہیں:

۱ ...... عالم برزخ میں انبیاء علیہم السلام کو جو حیات حاصل ہے وہ دنیا کی سی ہے۔

۲ ...... عالم برزخ میں انبیاء علیہم السلام کو جو ممتاز حیات حاصل ہے اس میں شہداء بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔

۳ ...... انبیاء علیہم السلام اور شہداء کو وفات کے بعد جو حیات حاصل ہے وہ برزخی ہے اور عبارت میں جہاں برزخی کی نفی ہے اس سے مطلق برزخی کی نفی مقصود نہیں بلکہ برزخی مطلق کی نفی مراد ہے۔ (اقامۃ البرہان ص ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴)

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے عقائد ونظریات

☆ ...... مسئلہ سماع موتی قرن اوّل میں مختلف ہوا۔ (لطائف رشیدیہ ص ۸)

☆ ...... اموات کے سننے میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک سنتی ہیں بعض کے نزدیک نہیں سنتی۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۳)

☆ ...... مسئلہ سماع موتی میں حنفیہ باہم مختلف ہے اور روایات سے ہر دو مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰)

☆ ...... مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۹۹)

☆ ...... انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۸)

☆ ...... جو سماع موتی کے قائل ہیں ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

(الکوکب الدری ج ۱ ص ۳۱۹ مترجما)

اختلافی مسائل کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا طرز عمل

☆ ...... بہرحال یہ مسئلہ مختلف ہے اس میں بحث مناسب نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۹۹، ۱۰۰)

☆ ...... بندہ مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں کرتا لیکن احوط کو اختیار کرتا ہوں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۲۳)

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ان صریح ارشادات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے عند القبر سماع کا مسئلہ اتفاقی اور عام اموات کے سماع کا مسئلہ اختلافی ہے اور یہ اختلاف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت سے لے کر تا ہنوز بدستور چلا آ رہا ہے اور مولانا ایسے اختلافی مسائل میں حتمی فیصلہ نہیں کرتے صرف جو ان کے نزدیک احوط ہو اس کو اختیار کرتے ہیں بلکہ ایسے اختلافی مسائل میں بحث کرنے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ مگر منکرین حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر نے مسئلہ سماع موتی کو مسئلہ کشمیر بنایا ہوا ہے اور تقریباً ہر جلسہ اور ہر درس قرآن میں بڑی شد و مد کے ساتھ بلا خوف و خطر اس مسئلہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ مزید برآں قائلین سماع موتی پر شرک کے فتوؤں سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ ان فتوؤں کا اثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی پاکیزہ ہستیوں پر بھی پہنچتا ہے۔ کیا یہی عقیدت ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے؟

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کی طرف سے پیش کردہ الکوکب الدری کی عبارت سے استدلال محل نظر ہے۔ اس لئے کہ مولانا کی دوسری عبارت اس طرح ہے، فرماتے ہیں کہ: اوّل زمانہ قریب دفن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے (عدم سماع موتی پر) آئی ہیں (مثلاً فتاویٰ غرائب وغیرہ کا حوالہ) شاذ ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰)

مولانا کی تمام عبارات کو سامنے رکھتے ہوئے قطعی طور پر یہ ثابت کرنا کہ مولانا مردہ کو دفن کرنے کے بعد اس کے سماع کے کلیۃً منکر ہیں یہ درست نہیں۔

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کا فتاویٰ رشیدیہ کی اہمیت کو کم کرنا

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ پر مفتیان کرام نے اعتماد کیا ہے۔ ان کا اعتماد کر لینا ہی فتاویٰ کے مستند ہونے کی دلیل ہے۔ منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کی تسلی کے لئے ایک ایسی شخصیت کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جن کے القاب ان کے ہاں بھی مسلم ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: ''رئیس المحدثین والمفسرین نعمان الوقت مفتی اعظم ہند'' کیا مردے سنتے ہیں مؤلفہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فتاویٰ رشیدیہ اور مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں۔'' (کفایت المفتی ج ۲ ص ۱۵۸)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صحیح تحقیق

از محدث اعظم دارالعلوم دیوبند علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

''فلا انکار فی غیر محله سیما اذا لم ینقل عن احد من ائمتنا فلابد بالتزام السماع فی الجملة واما شیخ ابن الهمام فجعل الاصل هو النفی و کل موضع ثبت فیه السماع جعله مستثنی ومقتصراً علی المورد'' پس سماع موتی کا انکار بالکل بے موقع ہے۔ خاص طور پر جب کہ ہمارے ائمہ احناف رحمۃ اللہ علیہ میں سے کسی سے یہ منقول نہیں تو ضروری ہے کہ فی الجملہ سماع کا التزام کیا جائے۔ باقی رہے شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ تو انہوں نے

اصل نفی سماع کو قرار دیا ہے اور ہر ایسی جگہ جہاں پر سماع موتی ثابت ہے تو اس کو انہوں نے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اس کو اپنے مورد پر بند کیا ہے۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۴۶۷، نحوہ فی العرف الشذی ص ۳۵۳)

حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام

''انبیاء علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت ﷺ کی حیات شہداء کی حیات سے افضل و اعلیٰ ہے۔''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۰۶)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ المہند علی المفند جس میں حیات النبی ﷺ فی قبرہ الشریف کا عقیدہ مرقوم ہے کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''فی تحقیق المسائل ھو الحق عندی و معتقدی و مشائخی'' مسائل کی تحقیق میں وہ سب حق ہے میرے نزدیک، میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ (المہند علی المفند مترجم ص ۹۱)

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ''فنبی اللہ حیّ یرزق'' (اللہ کے نبی ﷺ زندہ ہیں رزق دیا جاتا ہے) سے استدلال فرمایا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۱۰)

مفتی صاحب نے آب حیات کے مطالعہ کی ترغیب دی ہے جس میں عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام مرقوم ہے۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''اس مسئلہ کی پوری تحقیق آب حیات مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ میں مذکور ہے۔ اس کو دیکھ لیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۴۲)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ روح مع الجسد کی حیات کے قائل ہیں

☆...... قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصل اس کا علیین یا سجین ہے۔ (ج ۵ ص ۳۶۸)

☆...... جسم سے روح کو تعلق رہتا ہے۔ (ج ۵ ص ۳۹۸)

☆...... عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔ (ج ۵ ص ۳۶۹)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیارت کی اطلاع مردہ کو ہوتی ہے

مفتی صاحب ''جب میت کے اعزاء قبرستان جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اس کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں'' کے جواب میں لکھتے ہیں:

☆...... ایسا بھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ (ج ۵ ص ۳۸۳)

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد وفات اولیاء اللہ کے فیوض اور برکات سے مستفیض ہونے کے بھی قائل ہیں

☆...... اور فیوض و برکات ان کے بعد ممات باقی رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی درود و رحمت ہو۔ کیونکہ جب وہ اولیاء مورد رحمت الٰہی ہیں تو جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ بھی حسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہوگا۔ (ج ۵ ص ۴۱۱)

اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا برکت سے خالی نہیں۔ (ج ۵ ص ۲۷۷)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایصال ثواب کے قائل ہیں

☆...... اموات کو ثواب صدقات وقرآن شریف کا پہنچنا اور اموات کو احیاء کی دعا واستغفار سے نفع پہنچنا نصوص قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵)

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وسیلہ کے قائل ہیں

☆...... حصن حصین میں مذکور ہے کہ صالحین کے وسیلے سے دعا کرنا مستحب ہے۔ (ج ۵ ص ۳۸۱)

☆...... غایت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی وساطت سے دعا کرے مثلاً یہ کہ یا اللہ بہ برکت فلاں بزرگ صاحب قبر کے میری حاجت پوری فرما اور دعا قبول فرما۔ (ج ۵ ص ۳۸۳)

☆...... اور اگر مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعہ سے دعا کی جائے کہ یا اللہ میرا فلاں کام بزرگ کی برکت سے پورا فرمادے تو یہ جائز ہے۔ (ج ۵ ص ۳۶۶)

مفتی صاحب اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ومسئلہ سماع موتی

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بزرگان دین بعد وفات زائرین کی باتیں سنتے ہیں یا نہیں کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

☆...... حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

☆...... مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تصریح اس بارہ میں نقل نہیں کرتے۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک فتویٰ کی وضاحت

☆...... منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کے شیخ الحدیث نیلوی شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''سماع موتی ثابت نہیں بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے: ''قال اللہ وما انت بمسمع من فی القبور وقال تعالیٰ انک لاتسمع الموتی''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۹۶، بحوالہ اقامۃ البرہان ص ۴۷، ندائے حق ج ۳ ص ۱۷)

☆...... منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کے شیخ القرآن سجاد بخاری صاحب اسی فتویٰ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ (فتاویٰ درالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۹۶، بحوالہ ندائے حق، اقامۃ البرہان ص ۴۷)

غور طلب بات

نیلوی شاہ صاحب اس حوالے کی ذمہ داری سجاد بخاری صاحب پر ڈال رہے ہیں اور سجاد بخاری صاحب اس حوالے کی ذمہ داری نیلوی شاہ صاحب پر ڈال رہے ہیں۔ اتنا تکلف کرنے کی آخر کیا وجہ ہے؟ عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے بھی مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس موضوع پر تین فتوے اپنی کتاب ''کیا مردے سنتے ہیں'' میں نقل کئے ہیں۔ لیکن اس مذکورہ فتویٰ کو نقل نہیں کیا۔ آخر اس میں کیا حکمت ہے؟

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب اس مذکورہ فتوے کا جواب

مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ فتویٰ سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ''لاتسمع الموتی'' کا ثبوت اور ورود قطعی ہے۔ اس لئے کہ تمام قرآنی آیات قطعی ہوتی ہیں، لیکن عدم سماع موتی کے معنی پر اس آیت کی دلالت بھی قطعی ہے یا نہیں۔ منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ یہ ہے کہ مفتی صاحب کے نزدیک عدم سماع موتی پر اس آیت کی دلالت بھی نص قطعی ہے۔ (جیسا کہ کتاب الشہاب ص ۱۱) پر موجود ہے۔

حالانکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اس لئے کہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کسی فتویٰ سے یہ بات کہ عدم سماع موتی کے معنیٰ پر ان آیات کی دلالت بھی قطعی ہے ثابت نہیں کی جا سکتی۔ مہلت تا قیامت!

اس لئے کہ اگر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان آیات کی دلالت عدم سماع کے معنی پر بھی قطعی ہوتی تو کبھی بھی مندرجہ ذیل فتوے نہ دیتے۔ اس لئے کہ قطعی معنی کے خلاف نہ تو کوئی دلیل دلیل ہوتی ہے اور نہ ہی کسی سکوت کی ضرورت ہے اور نہ ہی فیصلہ دشوار ہوتا ہے۔

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سماع موتی کے بارے میں فتوے

☆...... سماع موتی میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۷۹)

☆...... ایسے مسئلہ (سماع موتی) میں جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم وائمہ مجتہدین کا اختلاف ہو اور نصوص متعارض ہوں۔

(ج ۵ ص ۳۶۴)

☆...... غرض یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

☆...... بہت سے ائمہ رحمۃ اللہ علیہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

☆...... دلائل فریقین موجود ہیں۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

☆...... علماء کو بھی اس میں تردد ہے۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

☆...... قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

☆...... پس عوام کو سکوت اس میں مناسب ہے۔ (ج ۵ ص ۳۹۷)

یہی وجہ ہے کہ منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر کے اکابرین نے سماع موتی کے قائلین پر کفر و شرک کا فتویٰ نہیں لگایا۔ ماہنامہ نغمہ توحید میں ان الفاظ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کی اصل بنیاد (مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شیخ القرآن غلام اللہ خان، مولانا قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاضی غلام مصطفیٰ ان کا قول دکھلا دیں کہ ان حضرات بزرگان دین نے قائلین سماع موتی اور قائلین سماع صلاۃ وسلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر اور مرتد کہا ہو۔ ہرگز نہیں دکھلا سکتے۔ (ماہنامہ نغمہ توحید مئی ۱۹۹۹ء ص ۳۶)

جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کے دستور میں یہ بات موجود ہے ''سماع موتی عند القبور کے قائلین کو ہم کافر نہیں کہتے۔'' (دستور جمعیت اشاعت التوحید والسنہ پاکستان ناشر دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی)

مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نوراللہ مرقدہ اور مسئلہ حیات النبی ﷺ

حضرت مفتی صاحب ''آنحضرت ﷺ کی روح مبارک محفل میلاد میں تشریف لاتی ہے یا نہیں؟ کے جواب میں فرماتے ہیں۔ اس جواب کو بصورت نقشہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں۔　　جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے۔

(فرماتے ہیں) روح مبارک ﷺ کا مجالس میں آنا (دو طرح سے ہے)

بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے	یا کسی اور طریقے سے
اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ	(یعنی)
کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔	اگر مفارقت نہیں ہوتی
یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے	یا
تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ	تو پھر ہر مجلس مولود میں آپ ﷺ کی موجودگی
☆ بے ثبوت ہے　　بدن و روح کے ساتھ ہوتی ہے　　یا	محض بطور کشف وعلم کے
☆...... باعث توہین ہے　　یہ صورت بداہۃً باطل ہے	یہ صورت بے ثبوت ہے
☆ نہ کہ موجب تعظیم	اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے۔

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۶۹)

اس واضح حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجساد انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ارواح مبارکہ کا تعلق نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اس سے انکار کو توہین پر محمول فرماتے ہیں۔

تنبیہ: حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارتوں سے:

مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے بلکہ برزخی ہے اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۸۸)

مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں۔　　(کفایت المفتی ج ۱ ص ۸۸)

یہ مفہوم اخذ کرنا کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی صرف روحانی ہے جسمانی نہیں۔ یہ مسلمہ اصول توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل کا مصداق ہے۔ یعنی قائل کے قول کی ایسی توجیہ کرنا کہ قائل اس سے راضی ہی نہیں۔

ان عبارات کا صحیح مفہوم حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہیں۔ کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے۔

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۸۸)

بلکہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو عام مردوں کے بارے میں بھی بڑی صراحت سے لکھتے ہیں: ''میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف کو محسوس کرے۔''　　(کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۰۲)

ان پیش کردہ عبارتوں سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ روح اور جسم دونوں کی حیات کے قائل ہیں اور نہ صرف روح کی۔

مفتی کفایت اللہ صاحب اور مسئلہ سماع موتی

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سماع موتی قرون اولیٰ سے مختلف چلا آتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اس میں اختلاف تھا، قرن صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۰۲)

اور مردوں کا سننا نہ سننا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے مختلف فیہ ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۶۵)

تاہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کر سکے کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں مختلف فیہ تھا۔ اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچے گا۔ ''ولا شک فی فسادہ'' (کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۰۲)

مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ توسل

بزرگوں کے وسیلے سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے میں تو مضائقہ نہیں۔ مگر خود بزرگوں سے مانگنا درست نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۹۶)

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''ولا شک فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وفاتہ'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از وفات میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۵۱ طبع مصر)

''انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔'' اس حدیث کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں: ''رواہ ابو یعلی بر جال ثقات ورواہ البیھقی وصححہ'' ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۵۱ طبع مصر)

جو شخص قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کا انکار کرتا ہے۔ اس کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں: ''کان فوادہ فارغاً من حبہ وعقلہ خالیاً من لبہ'' اس کا دل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۵۸ طبع مصر)

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ سماع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند قبرہ الشریف

''بل یسمعہ ویرد السلام علیک'' بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سلام کو سنیں گے اور تمہیں سلام کا جواب بھی دیں گے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۵۴ طبع مصر)

مولانا ظفر احمد عثمانی اور مسئلہ عذاب قبر

بہر حال صحیح مسلم اہل حق کا یہی ہے کہ قبر میں روح مع الجسد کو عذاب وثواب ہوتا ہے۔ گو ہیئت ترکیبی باقی نہ رہے۔ جس پر روایات اور سلف کے اقوال کثیر شاہد ہیں۔ (بحوالہ ہدایۃ الحیران ص ۸۹)

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ استشفاع

''لو انہم اذ ظلموا انفسھم'' (الآیۃ) مولانا اس مذکورہ آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''ویثبت

بہ ان حکم قولہ تعالٰی باق بعد وفاتہ ﷺ لم ینقطع بھا'' پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کا حکم آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۵۵۸)

حضرت عزیر علیہ السلام کے قصہ سے عدم حیات وعدم سماع النبی ﷺ پر استدلال کا جواب

عالم برزخ تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے، مکان، زمان، حال۔ (الحاوی للسیوطی ج ۲ ص ۳۲۷)

اس واقعہ میں عزیر علیہ السلام سے جو سوال ہے تو وہ ''کم لبثت'' یعنی کتنا ٹھہرے کے الفاظ سے ہے اور جواب بھی ''لبثت یوما او بعض یوم'' یعنی میں دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرا کے الفاظ سے ہے۔ ٹھہرنے کا تعلق صرف زمان سے ہے نہ کہ حال اور مکان سے جب کہ سننے اور نہ سننے کا تعلق حال سے ہے نہ کہ زمان سے۔ چنانچہ ٹھہرنے کے زمانے کا علم نہ ہونے سے نہ سننے کے حال پر استدلال سراسر غلط ہے۔

زمانے کا گزرنا شعور میں نہیں ہوتا

''یوما او بعض یوم'' سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کو ٹھہرنے کا علم ہے۔ لیکن کتنی مدت ٹھہرے اس کی تعیین کا علم نہیں اوّلاً عدم علم عدم سماع کی دلیل ہی نہیں۔ پھر ایسے حالات میں وقت کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اصحاب کہف تین سو نو سال سوئے رہے لیکن کہتے تھے: ''لبثنا یوما او بعض یوم'' یعنی ہم دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے کفار ہزاروں سال قبروں میں رہیں گے۔ لیکن کوئی کہے گا ''ان لبثتم الا یوما'' تم نہیں ٹھہرے مگر ایک دن کوئی کہے گا ''ان لبثتم الا عشرا'' تم نہیں ٹھہرے مگر دس دن بعض یوں سمجھیں گے ''لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحٰھا'' کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر دن کا پچھلا یا پہلا حصہ بعض یوں خیال کریں گے ''لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار'' کہ وہ دن کا صرف ایک ہی گھنٹہ ٹھہرے۔

عزیر علیہ السلام کا یہ کہنا کہ دن یا دن کا کچھ حصہ یہاں ٹھہرا ہوں تو وہ اپنے کھانے اور لباس اور اپنی حالت کو دیکھ کر تھا اس لئے کہ آپ علیہ السلام کے لباس اور کھانے پر کوئی بیرونی اثر مرتب نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لبثت یوما او بعض یوم یدل علی عدم تغییر حالہ فی بدنہ و شعرہ ولباسہ'' میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرا۔ یہ بات دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ عزیر علیہ السلام کے بدن اور ان کے بال اور ان کے لباس پر (زمانے کے گزرنے کی وجہ سے) کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۲۹)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے فوائد میں لکھتے ہیں: ''بعد بعثت کے برزخ میں رہنے کی مدت معلوم نہ ہونا۔'' (تفسیر بیان القرآن ج ۱ ص ۱۴۵)

یہی وجہ ہے کہ کسی سنی مفسر نے اس واقعہ سے عدم حیات النبی وعدم سماع النبی ﷺ پر استدلال نہیں کیا۔ حوالہ پیش کرنے کی مہلت تا قیامت!

منکرین سماع موتی کا العرف الشذی کی دوسری عبارت سے ناکام استدلال اور اس کا مدلل جواب

منکرین سماع موتی العرف الشذی کی مندرجہ ذیل عبارت ''وصنف تقی الدین السبکی رسالۃ فی رد ابن تیمیۃ وسماھا ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام'' وما وجدت فیھا شیئا جدیدا وطریاً وتصدی الی تقیۃ الضعاف ثم صنف ابن الھادی فی الرد علی السبکی وسماہ ''الصارم المنکی علی نحر السبکی'' وقد اجاد

فی تصنیفه ثم رد ابن علان علی ابن الهادی و سماه "المبرد المبکی علی الصارم المنکی" تطرق التصنیف من الطرفین و مذهب جمهور الائمة ان زیارة الشریف جائزة من اعلی القربات"

(العرف الشذی علی الترمذی ج ا ص ۱۹۶ باب ما جاء فی ای المساجد افضل)

امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے حافظ ابن تیمیہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" ہے اور میں نے اس میں کوئی نئی اور تازہ بات نہیں دیکھی۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ ضعیف روایات کی تقویت کے در پے رہے ہیں۔ پھر امام ابن الہادی رحمہ اللہ نے علامہ سبکی رحمہ اللہ کے رد میں کتاب لکھی جس کا نام "الصارم المنکی علی نحر السبکی" رکھا اور اس میں اپنی تصنیف میں عمدگی کا ثبوت دیا۔ پھر ان کے رد میں علامہ ابن علان نے کتاب لکھی جس کا نام انہوں نے "المبرد المبکی علی الصارم المنکی" رکھا۔ طرفین سے تالیف وتصنیف کا سلسلہ جاری رہا اور جمہور ائمہ کرام کا مسلک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت جائز اور اعلیٰ درجہ کی نیکیوں میں شمار ہے۔ (العرف الشذی)

اس مندرجہ بالا عبارت سے منکرین سماع موتی عوام الناس کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ، علامہ ابن الہادی رحمہ اللہ اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ عدم سماع موتی کے قائل ہیں اور ان کا یہ استدلال سو فیصد "توجیہ القول بما لا یرضی به القائل" (قائل کے قول کی ایسی توجیہ کرنا جس سے قائل راضی نہیں ہوتا) کا مصداق ہے۔ یہ تینوں مذکورہ حضرات الحمد للہ سماع موتی خصوصاً سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم درود جوابہ عند قبر الشریف کے قائل ہیں۔

اور ان کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیں: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا سماع موتی کے بارے میں مؤقف: فرماتے ہیں:

"و اما سوال المسائل هل یتکلم المیت فی قبره فجوابه انه یتکلم و قد یسمع ایضاً من کلمه کما ثبت فی الصحیح" بہرحال سائل کا یہ سوال کہ کیا مردہ قبر میں بولتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بولتا ہے اور کلام کرنے والے کی بات کو بھی سنتا ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ج ۲ ص ۲۱۷، الفتاویٰ الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۷)

مزید فرماتے ہیں: "سماع المیت للاصوات من السلام و القرأة حق" مردے کا سلام وقرأت کی آوازوں کو سننا حق ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۸۱)

علامہ ابن الہادی رحمہ اللہ کا مؤقف سماع موتی کے بارے میں: "و اما من سلم علیه عند قبره فانه یرد علیه و ذالک کالسلام علی سائر المؤمنین" بہرحال جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قبر کے پاس سلام کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دیتے ہیں اور یہ ایسا ہی جیسا کہ سب مومن سلام کا جواب دیتے ہیں۔

"و هو صلی اللہ علیہ وسلم یسمع السلام من القبر و تبلغه الملئکة الصلوٰة و السلام من البعد" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس سے سلام خود سنتے ہیں اور دور سے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوٰۃ وسلام پہنچاتے ہیں۔ (الصارم المنکی ص ۲۸۲)

"و اما من صلی علیه عند قبره فانه یرد علیه" جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس سلام کہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (الصارم المنکی ص ۱۶۵)

علامہ انور شاہ کشمیری کا سماع موتی کے بارے میں مؤقف: "فان ثبت بقدر مشترک تواتر فی الحدیث" حدیث میں (سماع موتی) ثابت ہے قدر مشترک تواتر کے ساتھ۔ (العرف الشذی ص ۵۳ ۳ طبع سہارنپور)

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

فرقہ مماتیت
کا
تحقیقی جائزہ

افادات:

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ